امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 63/73

مورخہ ۱۸ر رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۰ر اپریل ۲۰۲۳ء بروز سوموار

شمارہ نمبر 15

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، حکایات اہل دل
- عیدالفطر رمضان کا صلہ اور تحفہ
- خواتین کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
- ذہنی پسماندگی: انسانی مسائل کی ایک بڑی وجہ
- دوسروں کو کیسے متاثر کر سکتے ہیں
- اعتکاف اور لیلۃ القدر کے قیمتی لمحات
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

بین السطور

رمضان المبارک کے روزے - فوائد کی مختلف جہتیں

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

رمضان المبارک کے روزوں کی اہمیت وافادیت مسلم ہے، اس کی اہمیت کی تین جہتیں ہیں، پہلی جہت یہ ہے کہ روزہ اسلام کے بنیادی پانچ ارکان میں سے ایک ہے اور اس کی ادائیگی تمام مسلمان، عاقل، بالغ، مقیم، کے لئے ضروری ہے۔ حاملہ، دودھ پلانے والی، حیض ونفاس والی اور مسافر شرعی کے لئے روزہ کو مؤخر کرنے اور بعد میں ادائیگی کی گنجائش ہے، ان اعذار کی وجہ سے روزہ ساقط نہیں ہوتا، صرف رمضان میں نہ رکھ کر بعد کے دنوں میں رکھنے کی سہولت مل جاتی ہے، یہی حال مریض کا ہے، اسے بھی بعد میں صحت یاب ہونے پر روزہ کی قضا کرنی ہوتی ہے۔ اگر کوئی مریض ایسا ہو، جس کے مستقبل میں صحت یاب ہونے کی امید نہ ہو یا اس قدر بوڑھا ہو کہ روزہ رکھنے سے اس کی جان پر بَن آنے کا اندیشہ ہو تو ایسے مریضوں اور بوڑھوں کے لیے روزے کی قضا کے بجائے شریعت میں فدیہ کی سہولت موجود ہے، فدیہ ایک روزہ کا ایک صدقۂ فطر کے بقدر ہے، البتہ اس فہرست میں وہ لوگ نہیں ہیں جو اصلاً مریض نہیں ہوتے، روزہ رکھنے کے ڈر سے مریض ہو جاتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ اللہ رب العزت دلوں کے احوال سے واقف ہے۔ ایسے لوگوں کو جان اور سمجھ لینا چاہیے کہ برکت اور فضیلت والے یہ شب وروز گذر گئے تو اس کی واپسی اگلے سال ہی ہو پائے گی اور اگلا سال کس نے دیکھا ہے، موت کب آئے گی، کس کو پتہ، اس لیے ان ایام کی قدر کرنی چاہیے، روزہ، تراویح، تلاوت قرآن، تہجد، اوراد واذکار، خیر کے کاموں میں مشغولیت، شر کے کاموں سے اجتناب میں رمضان المبارک کے اوقات کو گذارنا چاہیے یہ چند ہی ایام تو ہیں، ایک عشرہ گذر گیا، ہم دوسرے میں داخل ہو گئے۔ اللہ کی رحمت سے شرابور ہونے کے بعد یہ دوسرا عشرہ مغفرت کا شروع ہو گیا ہے اور اس کے بعد جہنم سے گلوخلاصی کا عشرہ آنے والا ہے۔ یہ آخری عشرہ پہلے دونوں عشرہ سے بھی زیادہ قیمتی ہے، اسی عشرہ میں شب قدر کی تلاش کا حکم دیا گیا ہے جو اس عشرہ کی طاق راتیں 21، 23، 25، 27، اور 29 میں سے کوئی ایک رات ہوگی، تلاشیئے گا تو پایئے گا، راتیں سو کر گذار دیجئے گا تو محروم رہ جایئے گا، محرومی بھی کیسی؟ ایک ہزار مہینے کی راتوں کی عبادت سے زیادہ کے ثواب سے، لیکن کیا کہیے؟ بہت سارے مسلمانوں پر یہ راتیں بھی یوں ہی گذر جاتی ہیں اور ان کے دل میں اللہ سے قریب ہونے اور گناہوں کی مغفرت کرا لینے کا خیال ہی نہیں آتا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں پر لعنت فرمائی ہے؛ جو رمضان کا مہینہ پانے کے بعد بھی اپنی مغفرت کا سامان نہ کر لے۔ شب قدر یقینی طور پر مل جائے اس کے لئے آخری عشرہ کا اعتکاف بہت مفید ہے۔ جو کوئی 21 رمضان کی شب سے علائق دنیا اور مشغولیت کو چھوڑ کر یکسو ہو کر اللہ کے گھر میں جا بیٹھا اور دس دن مسجد میں رہا، اسے شب قدر کا ملنا یقینی ہے؛ کیوں کہ وہ تو اللہ کے در پر پڑا ہی ہوا ہے، شب قدر اس سے بچ کر نکل ہی نہیں سکتی۔ اور مژدہ مغفرت یقینی ہے، بشرطیکہ یہ عمل اخلاص، ایمان اور احتساب کے ساتھ کیا جائے، ریا کاری، نمود ونمائش اور شہرت طلبی کا اس میں گذر نہ ہو۔ اعتکاف کے معاملہ میں ہمارے یہاں سستی پائی جاتی ہے، یقیناً پورے محلّہ اور گاؤں سے ایک آدمی کا اعتکاف میں بیٹھ جانا پورے محلّہ اور گاؤں کو گنہگار ہونے سے بچا لیتا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ مسجد کے امام کو روپے کی لالچ دے کر اعتکاف کرنے پر مجبور کیا جائے، یا کسی مزدور کو اجرت پر معتکف کیا جائے۔

روزہ کی دوسری جہت طبی ہے، میڈیکل سائنس دانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ روزہ رکھنے سے جسم کی بہت ساری بیماریاں دور ہوتی ہیں، روزہ معدے کی تکلیف، نظام ہضم، شوگر لیول، کولیسٹرول اور بلڈ پریشر کو معتدل رکھتا ہے، جس کی وجہ سے دل کے دورہ کا خطرہ کم ہوتا ہے، موٹاپے میں کمی آتی ہے اور غیر ضروری چربی سے آدمی کو نجات ملتا ہے، انسان اعصابی امراض میں افاقہ محسوس کرتا ہے، کھال اور چھاتی کے کینسر کے خطرات میں کمی آتی ہے، معجم الاوسط میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی نقل کی گئی ہے کہ صوموا تصحوا یعنی روزہ رکھو، صحت مند ہو جاؤ گے، اس حدیث کی شرح میں علامہ عبدالرؤوف مناوی نے لکھا ہے، جسے مشہور کتاب فیض القدیر (ج 4 ص 280) میں نقل کیا ہے کہ روزہ روح کی غذا ہے، جس طرح کھانا جسم کی غذا ہے، روزہ رکھنے سے دنیا میں بندے کو صحت وتندرستی اور وافر مقدار میں رزق ملتا ہے، جب کہ آخرت میں اسے بڑا ثواب ملے گا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک میں روح کی گندگیاں اور کثافتیں تو دور ہوتی ہی ہیں، انسانی جسم اور دیگر اعضاء رئیسہ کو بھی بے پناہ فوائد حاصل ہوتے ہیں، جسم سے زہریلے مادہ کا اخراج اعضاء کے نظام کو چست ودرست رکھنے میں معاون ہوتا ہے۔ یہ روزہ کا ایک اور فائدہ ہے، جس کی طرف لوگوں کی توجہ کم جاتی ہے۔ لیکن روزہ اللہ کے لئے ہی رکھنا چاہیے اور فرض کی ادائیگی اور اجر وثواب کی نیت سے ہی رکھنا چاہیے اس کے علاوہ جو فوائد ہیں وہ تو ہر حال میں حاصل ہو کر رہیں گے، اس لیے روزہ کو دوسرے فوائد کے حصول کی نیت سے آلودہ نہیں کرنا چاہیے؛ کیوں کہ اسلام میں اعمال کا مدار نیتوں پر ہے اور اللہ کو اخلاص کے ساتھ کی گئی عبادت مطلوب ہے، چاہے نماز ہو یا روزہ، زکوٰۃ ہو یا حج۔ سب اخلاص کے ساتھ ہی ہونی چاہیے۔

روزہ کی تیسری جہت ہمدردی وغم گساری ہے، غرباء، فقراء اور مساکین کی ضرورتوں کی تکمیل ہے، رمضان کے بارے میں حضرت سلمان فارسیؓ کی ایک روایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اس میں رمضان کو شہر مواساۃ یعنی غم خواری کا مہینہ قرار دیا گیا ہے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ سے زیادہ کسی ماہ میں سخی نہیں ہوا کرتے تھے، مسلمان عام طور سے اسی ماہ میں زکوٰۃ بھی نکالتے ہیں، یہ بھی ضرورت مندوں کی ضرورتوں کی تکمیل کا بہترین ذریعہ ہے، اس کے علاوہ رمضان المبارک میں مسلمانوں پر صدقۂ فطر کی ادائیگی بھی ضروری قرار دیا گیا غم خواری اور ہمدردی کا اظہار بڑے پیمانے پر ہو، اس کے لئے صدقۂ فطر عام مسلمانوں پر واجب قرار دیا گیا، اور اس میں روزہ دار غیر روزہ دار بڑے بوڑھے، عورت مرد اور بچوں تک میں تفریق نہیں کی گئی، عید کی چاند رات کو صبح صادق سے پہلے جو بچہ پیدا ہوا، اس کی جانب سے بھی صدقہ فطر کی ادائیگی کرنی ہوتی ہے، اس کا بڑا مقصد یہ ہے کہ عید کے دن کی خوشیوں میں غرباء ومساکین کی شرکت بھی ہو سکے۔ اور اللہ کی میزبانی کے اس خاص دن میں کوئی مسلمان بھوکا نہ رہے اور ضروریات کی تکمیل کے لئے اس کے پاس رقم دستیاب ہو۔ ایک اور مقصد روزہ داروں کی جانب سے صدقۂ فطر کی ادائیگی کی شکل میں یہ بھی ہے کہ روزہ میں جو کمی کوتاہی رہ گئی ہو اس کی تلافی صدقۂ فطر کے ذریعہ کی جائے، اس سلسلے میں احادیث کی کتابوں میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکینوں کے کھانے اور روزوں کو لغو اور گناہوں سے پاک کرنے کے لئے صدقۃ الفطر کو لازم کیا ہے۔ ظاہر ہے صدقۃ الفطر مال دینے سے ادا ہوگا تو اس کے لئے مالدار ہونا بھی ضروری ہے۔ اسلام میں مالداری کا تصور بنیادی ضرورت کے سامان مثلاً مکان، کپڑے، سواری، حفاظت کے لئے اسلحے، موبائل، لیپ ٹاپ وغیرہ کے علاوہ ساڑھے باون تولہ چاندی، یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اتنی قیمت سے زیادہ مال کا مالک ہونے سے ہے، صدقہ فطر میں ایک آدمی کی طرف سے نصف صاع گیہوں یا ایک صاع کھجور، پنیر، کشمش، منقی اور جو ادا کرنے کی بات حدیث میں مذکور ہے، نصف صاع موجودہ رائج وزن میں ایک کلو چھ سو بیانوے اور ایک صاع تین کلو تین سو چوراسی گرام کے برابر ہوتا ہے۔ یہ اشیاء چاہیں تو صدقۂ فطر میں وزن کے اعتبار دیدیں، چاہیں تو قیمت ادا کر دیں، قیمت ادا کرنا زیادہ بہتر اس لیے ہے کہ روپے کی شکل میں تعاون ہونے سے غرباء اپنی دوسری ضرورتوں کی تکمیل بھی اس رقم سے کر سکیں گے، فقہاء اسے انفع للفقراء سے تعبیر کرتے ہیں۔ قیمت میں اعتبار مقامی بازار کے نرخ کا ہوگا، ایک جگہ کی قیمت کا دوسری جگہ اعتبار نہیں ہوگا، اس لیے صدقۂ فطر کا اعلان ہمیشہ مقامی ہوا کرتا ہے اور مقامی میں بھی قیمت دریافت کرنے میں فرق پائے جانے پر فرق ہو سکتا ہے۔ اس لیے اگر ایک شہر میں فطرانہ کی رقم کی مختلف تنظیموں نے الگ الگ مقدار بیان کی ہو تو بدگمانی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے، قیمت دریافت کرنے پر جو بات سامنے آئی اس کے حساب سے رقم کا اعلان کیا گیا، اللہ رب العزت سے دعاء کرنی چاہیے کہ وہ ہم سب کو رمضان کے فضائل وبرکات سے پورا پورا حصہ عطا فرمائے، غریبوں اور محروموں کے لئے زکوٰۃ، خیرات، صدقات وعطیات سے مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین وصلی اللہ علی النبی الکریم

اچھی باتیں

”اچھے لوگوں کی مثال اس موم بتی کی مانند ہے جو خود جل کر دوسروں کو روشنی مہیا کرتی ہے ☆ جس کی انا اس کے قد سے اونچی ہو وہ شخص رشتے نبا ہی نہیں سکتا ☆ کسی کی عزت نفس سے کھیلنے کا مطلب خود کو ذلیل کرنا ہے ☆ پریشان ہونے سے کل کی مشکل دور نہیں ہو جاتی؛ بلکہ اس سے آج کا سکون بھی چلا جاتا ہے ☆ اگر آپ اس وقت مسکرا سکتے ہیں، جب آپ پوری طرح ٹوٹ چکے ہوں، تو یقین جانیے دنیا میں کوئی آپ کو توڑ نہیں سکتا ☆ آپ اس رائے کہ ذمہ دار نہیں جو لوگ آپ کے بارے میں قائم کرتے ہیں، مگر اس رایے کے ذمہ دار ضرور ہیں، جن کی بنا پر رائے قائم کی جاتی ہے۔ (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

”دیش کے اندر کچھ ایسے لیڈر ہیں جو اپنی سیاست چمکانے کے لیے وقتاً فوقتاً مذہبی جذبات بھڑکانے والی تقریریں کرتے رہتے ہیں اور ملک کو فرقہ پرستی کی آگ میں دھکیل دیتے ہیں، دراصل یہ وہ لوگ ہیں جو چاہتے ہی نہیں ہیں کہ ملک میں امن چین رہے، لوگ ایک دوسرے سے مل جل کر رہیں، ایسے لوگوں کی نشان دہی کر کے ان کا سماجی بائیکاٹ کرنا چاہیے، بہار، مغربی بنگال، گجرات، مہاراشٹر، مدھیہ پردیش وغیرہ میں جو تشدد کے واقعات ہوئے وہ اسی بہکاوے کا نتیجہ ہیں، ایسی ذہنیت صحت مند جمہوریت کے لیے خطرے کی گھنٹی ہے۔“ (دینک جاگرن یکم اپریل ۲۰۲۳ء)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

نیکی کبھی ضائع نہیں ہوتی

''وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ'' اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے'' (آل عمران: ۱۳۴)

مطلب: یاد رکھئے کہ نیکی کبھی ضائع نہیں جاتی، وہ ہمیشہ اچھے نتائج پیدا کرتی ہے، مگر وہ نیکی جو دکھاوے کے لئے کی جائے، وہ بے شک ضائع ہو جاتی ہے، بہت سے لوگ نیک عمل، شہرت، ریا و نمود کے لئے کرتے ہیں، تاکہ لوگ انہیں نیکوکار سمجھیں، یہ ریا کاری ایک طرح کا فتنہ ہے، جو اس سے بچ گیا اس نے اپنے دین کو بچالیا، لہذا حکم یہ ہے کہ صدقہ وخیرات اور زکوۃ کا مال چھپا کر دینا چاہئے، البتہ عطیات اعلانیہ دئے جاسکتے ہیں، تاکہ دوسروں کو بھی ترغیب ہو، اگر ہر انسان یہ عہد کرلے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق جہاں ضرورت پڑی اور موقع ملا تو دوسروں کی مدد ضرور کرے گا اور ضرورت مندوں کی چھوٹی بڑی ضروریات حل کرنے میں تعاون کرے گا، اللہ نے احسان و بھلائی کی بہت سی صورتیں رکھی ہیں، اللہ کے بندوں کی مشکلات دور کرنا، ان پر احسان کرنا بھی صدقہ ہے، کسی شخص کو جانور پر یا اس کا سامان لادنے میں مدد کرنا بھی صدقہ ہے، کسی تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹا دینا بھی صدقہ ہے، صدقہ دراصل بھلائی و احسان ہے، جو انسانی اوصاف کے اعلیٰ ترین مدارج ہیں، ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ پیسے والے تو صدقہ کرتے ہیں، مگر جس کے پاس مال نہ ہو اس کا کیا ہوگا؟ ارشاد فرمایا: وہ محنت کرے، کچھ مال کمائے اس میں سے خود بھی رکھے اور صدقہ بھی دے، عرض کیا کہ اگر یہ نہ ہو سکتے تو فرمایا کہ کسی حاجت مند کی مدد کرے، عرض کیا کہ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کو نیک بات بتلا دے، سوال کرنے والے صحابی نے دریافت کیا کہ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تب کیا کیا جائے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کو تکلیف نہ پہونچانا کہ یہ بھی صدقہ ہے، اس لئے حکم ہے کہ احسان کا بدلہ احسان سے دو، کوئی تمہیں کچھ دے تو کوشش کرو کہ تم بھی اسے کچھ دو، شاید اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے خوشحال وفراخی عطا فرمادیں، لہذا ہم میں سے ہر شخص کو چاہئے کہ وہ کمزوروں اور مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرے، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے معارف القرآن میں لکھا کہ نظام عالم کی درستی اور انسانی معاشرے کی اصلاح کا سب سے بڑا ادارومدار باہمی حقوق کی ادائیگی پر ہے، یہی وجہ ہے کہ مومنین ومتقین اور اللہ کے مقبول بندے دوسرے انسانوں کو نفع پہونچانے کی فکر میں رہا کرتے ہیں، خواہ ان پر فراخی ہو یا تنگی، حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک وقت ایک انگور کا دانہ خیرات میں دیا، کیونکہ اس وقت ان کے پاس اس کے سوا کچھ نہ تھا، اللہ کے رسولؐ نے حضرت عائشہؓ کے اس کار خیر کی تعریف فرمائی، گویا جو صدقہ وخیرات حسن نیت کے ساتھ کئے جاتے ہیں، اللہ کے یہاں اس کی بڑی قدر و منزلت ہوتی ہے۔

جائز طریقے سے رزق حاصل کرو

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص بھی خدا کے مقرر کردہ رزق کو حاصل کئے بغیر موت نہ پائے گا، اس لئے تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور رزق حاصل کرنے میں جائز طریقہ اختیار کرو، رزق میں دیر سویر تم کو ناجائز طریقہ اختیار کرنے پر آمادہ نہ کردے، کیونکہ اللہ کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ صرف اس کی اطاعت سے حاصل کیا جاسکتا ہے'' (مشکوۃ شریف)

وضاحت: اللہ تعالیٰ نے جس انسان کی قسمت میں جتنی روزی مقدر کردی ہے، اس کو اتنی مل کر رہے گی، اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوگی، یہ کوئی فلسفہ یا منطق کا مسئلہ نہیں ہے، یہ سب مشاہدہ اور ہم سب کا روزمرہ کا تجربہ ہے کہ کوئی شخص ۶۰ رسال کی عمر میں چل بسا اور کوئی اس سے کم اور کوئی زیادہ میں، گویا اللہ نے جس کی جتنی عمر لکھی، رزق بھی اسی قدر متعین کردیا، مگر ہاں محنت ومزدوری کو شرط اولین قرار دیا اور کسب حلال کی فکر وکوشش کو موجب اجر وثواب بتلایا، اسی لئے حدیث پاک میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور رزق حاصل کرنے میں جائز طریقہ اپنانے کی ترغیب دی گئی ہے، یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ مال حرام سے بچا جائے، کیونکہ حرام طریقے سے کمائی ہوئی دولت میں نہ تو خیر و برکت ہوتی ہے اور نہ ہی ایسے شخص کی عبادت قبول ہوتی ہے، بلکہ آخرت میں وہ مال اس کے لئے وبال کا باعث ہوگا، اس کو حرام کمانے کا بھی گناہ ہوگا اور وارثوں کو حرام کھلانے کا بھی، ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گوشت اور وہ جسم جنت میں نہ جاسکے گا، جس کی نشو ونما حرام مال سے ہوئی ہو اور ہر ایسا گوشت اور جسم جو حرام مال سے پلا بڑھا ہے، دوزخ اس کی زیادہ مستحق ہے (بیہقی) جب کسی انسان کے اندر مال کی طلب بڑھ جاتی ہے تو احتیاط اٹھ جاتا ہے اور وہ ہر مال کو معمولی بہانہ کے ذریعہ جائز سمجھنے لگتا ہے اور رفتہ رفتہ کھلے حرام کو بھی جائز کرلیتا ہے، اس لئے اسلامی زندگی نے احتیاط کی تعلیم دی، تاکہ نفس کو زیادہ کھیل کھیلنے کا موقع نہ ملے، چنانچہ ایک حدیث میں اس کی نشاندہی کردی گئی کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی کو اس کی پرواہ نہ ہوگی کہ وہ جو لے رہا ہے، حلال ہے یا حرام، جائز ہے یا ناجائز، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس زمانہ کی خبر دی کیا آج یہ امت اس دور سے نہیں گذر رہی ہے، کتنے ہیں جو اپنے پاس آنے والے روپیہ پیسہ یا کھانے پینے کی چیزوں کے بارے میں یہ سوچنا اور تحقیق کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ جائز ہے یا ناجائز، حلال وحرام کی تمیز کئے بغیر سب کچھ استعمال کررہے ہیں، قرون اولیٰ میں صحابہ کرام کی زندگی اس قدر پاک وصاف تھی کہ وہ مباحات سے بھی پرہیز کرتے تھے اور مال مشتبہ کی طرف نگاہ تک نہیں اٹھاتے تھے، امام بیہقی نے حضرت عمر بن خطابؓ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں دودھ پیش کیا، آپ نے اس کو قبول فرمالیا اور پی لیا، آپ نے اس آدمی سے پوچھا کہ دودھ کہاں سے لائے تھے، اس نے بتلایا کہ فلاں گھاٹ کے پاس سے میں گذر رہا تھا، وہاں اونٹنیاں اور بکریاں تھیں، لوگ ان کا دودھ دوہ رہے تھے، انہوں نے مجھے بھی دیا، میں نے لے لیا، یہ وہی دودھ تھا، حضرت عمرؓ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو حلق میں انگلی ڈال کر آپ نے قے کردیا اور اس دودھ کو اس طرح نکال دیا، حالانکہ لاعلمی اور بے خبری میں نوش کیا ہوا دودھ گرچہ گناہ نہیں تھا، لیکن حرام غذا کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنا تھا، اس سے یہ اتنے خوف زدہ تھے کہ اس کو پیٹ سے نکال دینے کے بغیر چین نہ آیا، بیشک حقیقی تقویٰ یہی ہے، اگر ہر شخص اپنی زندگی کو اس طرح تقویٰ و پرہیزگاری کے ساتھ گذارے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ بہت سی روحانی بیماریوں سے محفوظ نہ رہے، اس لئے ہر مومن بندہ کا ایمانی تقاضہ ہے کہ رزق حلال کے لئے جدوجہد کرے اور حرام وناجائز کے قریب بھی نہ بھٹکے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

اعتکاف کی شرعی حیثیت:

س: رمضان المبارک کے عشرۂ اخیر کے اعتکاف کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج: رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، محلّہ کی مسجد میں کوئی شخص بھی اعتکاف کر لے، تو محلّہ کے سبھی لوگ بری الذمہ ہو جائیں گے۔ ورنہ ترک سنت کا گناہ سب پر ہوگا۔

و سنة مؤكدة فى العشر الاواخر من رمضان اى سنة كفاية. (قوله سنة كفاية) نظيرها اقامة التراويح بالجماعة فاذا قام البعض سقط الطلب عن الباقين. (رد المحتار ۲/ ۱۲۹)

اعتکاف پر اجرت لینا:

س: محلّہ کی مسجد میں اہل محلّہ میں سے کوئی شخص اعتکاف کے لیے تیار نہ ہو تو کسی کو اجرت دے کر اعتکاف میں بٹھایا جا سکتا ہے یا نہیں؟

ج: اعتکاف چونکہ عبادت ہے، اس لیے اسے محض اللہ کی خوشنودی اور اخروی اجر وثواب کی نیت سے کرنا چاہئے۔ اگر کسی شخص کو اجرت پر طے کر کے اعتکاف میں بٹھایا گیا تو سنت تو سب کی طرف سے ادا ہو جائے گی، البتہ اجرت لینا اور دینا دونوں غلط ہوگا۔ ''**و لا تصح الاجارة لعسب التيس ...... و لا لأجل الطاعات'' (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الاجارة الفاسد ۵/ ۳۴)**

اعتکاف میں تاخیر سے بیٹھنا:

س: مسجد میں کسی کو اعتکاف میں نہ آتے دیکھ کر ایک شخص اعتکاف میں عشاء سے قبل آیا تو اعتکاف مسنون ادا ہوگا یا نہیں؟

ج: معتکف کا رمضان کی بیسویں تاریخ کو سورج ڈوبنے سے تھوڑی دیر پہلے مسجد میں حاضر ہونا اور عید کا چاند نظر آنے تک اعتکاف کی نیت سے مسجد میں ٹھہرے رہنا ضروری ہے، اگر اکیسویں شب کا کچھ حصہ گذر جانے کے بعد اعتکاف کی نیت سے مسجد میں آیا تو اعتکاف مسنون ادا نہ ہوگا، بلکہ نفلی اعتکاف ہوگا، جس کا ثواب معتکف کو ملے گا، البتہ اعتکاف مسنون ادا نہ ہونے کی وجہ سے اہل محلّہ سب کے سب گنہگار ہوں گے: ''**فعلىٰ هٰذا يد خل المسجد قبل الغروب و يخرج بعد الغروب من آخر يوم كما صرح قاضى خان'' (البحر الرائق ۲/ ۳۰۵)**

معتکف کا جنازہ میں شرکت کے لیے جانا:

س: کیا معتکف جنازہ میں شرکت کی غرض سے مسجد سے باہر جا سکتا ہے؟

ج: معتکف حالت اعتکاف میں نماز جمعہ، پیشاب و پاخانہ، وضو اور غسل فرض کی ضرورت سے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے، اس کے علاوہ مریض کی عیادت یا جنازہ میں شرکت کی غرض سے مسجد سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر نکلے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور ایک دن کے اعتکاف کی قضاء لازم ہوگی: ''**عن عائشة رضى اللّٰه عنها قالت: السنة على المعتكف ان لا يعود مريضا و لا يشهد جنازة الخ فلو خرج لجنازة محرمة أو زوجته فسد لانه و ان كا ن عذرا الا انه لم يعتبر فى عدم الفساد (طحطاوى على مراقى الفلاح/ ۳۸۳)** ۔

عورت کا اعتکاف گاہ سے باہر جانا:

س: کیا عورت اپنے اعتکاف کی جگہ سے گھر کے کام کاج کے لیے یا مریض کی عیادت کے لیے باہر نکل سکتی ہے؟

ج: عورت نے اعتکاف کے لیے جس کمرہ کو متعین کرلیا ہے، وہ اس کا جائے اعتکاف ہے، اس سے بلا ضرورت باہر جانے کی اجازت نہیں ہے، اگر وہ مریض کی عیادت یا گھر کے کام کاج کو انجام دینے کے لیے باہر نکلے گی تو اعتکاف مسنون فاسد ہو جائے گا اور نفل ہو جائیگا، ایک دن کے اعتکاف کی قضاء اس کے ذمہ لازم ہوگی۔

عورت کا اپنے گھر یا محلّہ میں نماز عید ادا کرنا:

س: کیا عورتیں اپنے گھروں یا محلّہ میں عید کی نماز پڑھ سکتی ہیں، یا اس کے بدلہ نفل نماز ادا کرسکتی ہیں؟

ج: چونکہ عیدین کی نماز میں جماعت شرط ہے اور عورتوں پر جماعت ضروری نہیں ہے، اس لیے عورتوں پر نماز عیدین بھی نہیں ہے اور نہ ہی اس کے بدلہ میں ان پر کوئی دوسری نماز ہے۔

''**ولا تجب الجمعة على مسافر و لا إمرأة وتجب صلواة العيد على كل من تجب عليه صلواة الجمعة'' (هدايه: ۱/ ۱۶۹. ۱۷۲)**

عیدگاہ میں عید کی دوسری جماعت:

س: عیدگاہ میں ایک مرتبہ نماز ہو جانے کے بعد کیا دوبارہ اسی جگہ عید کی نماز پڑھنا درست ہے، جب کہ جگہ کی تنگی کی وجہ سے بہت سے لوگوں نے عید کی نماز ادا نہ کی ہو؟

ج: عام حالات میں عیدگاہ میں عید کی دوبارہ جماعت کرنا مکروہ ہے، لیکن اگر جگہ کی تنگی یا کسی وجہ سے کافی تعداد میں لوگ پہلی جماعت میں شریک نہ ہو سکے ہوں تو دوسری جماعت کی گنجائش ہے، دوسرے آدمی کی امامت میں نماز عید کی دوسری جماعت کی جا سکتی ہے، لیکن اگر صرف دو چار آدمیوں کی جماعت چھوٹ گئی ہو تو اس کی وجہ سے جماعت ثانیہ کی اجازت نہیں ہے، ایسے لوگوں کو چاہئے کہ کسی دوسری مسجد یا عیدگاہ میں جہاں ابھی نماز نہ ہوئی ہو جا کر نماز ادا کریں۔ (کتاب النوازل: ۵/ ۳۴۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 63/73 شمارہ نمبر 15 مورخہ ۱۸/رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۰/اپریل ۲۰۲۳ء روز سوموار

انعام کے رات ودن

رحمت ومغفرت اور جہنم سے نجات کے جو چند ایام اللہ رب العزت نے ہمیں دیے تھے وہ ہم سے اب رخصت ہوا چاہتے ہیں، ابھی چند دن تو ہوئے تھے کہ ہم نے اس ماہ مبارک کا استقبال کیا تھا اور اب اس کو الوداع کہنے کو تیار بیٹھے ہیں، خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس ماہ مبارک میں روزہ، تراویح، تلاوت قرآن، ذکرواذکار، سنن ونوافل، تہجد واوابین کے ذریعہ اللہ کو راضی کرلیا، اور اپنے اندر تقویٰ کی وہ صلاحیت پیدا کرنے میں کامیاب ہوگئے جو ماسٹر کی اور شاہ کلید ہے، اور جس کے پیدا ہونے سے دل کی دنیا بدلتی ہے، سوچنے کا انداز بدلتا ہے، جینے کے طریقے بدلتے ہیں، معاشرت بدلتی ہے، اور معیشت کا انداز بھی بدل جاتا ہے، جن لوگوں کے اندر یہ کیفیت پیدا ہوگئی، انہوں نے روزے کے مقصد کو پالیا اور اب زندگی کے دوسرے مہینوں میں وہ اس سے فائدہ اٹھائیں گے، ان کی زندگی میں تبدیلیاں ہوں گی ان کا ہر قدم اور ہر عمل شاہ راہ حیات پر مرضیات الٰہی اور طریقۂ نبوی کے مطابق ہوگا، خوش خبری ہے ان لوگوں کے لیے اور اصل مبارک بادی کے وہی مستحق ہیں۔

بدقسمتی سے بہت سے لوگ اس ماہ میں بھی اللہ کے فضل ومغفرت سے محروم رہ جاتے ہیں اور شب قدر جیسی مقدس اور بابرکت رات میں بھی اس ماہ سے فائدہ نہیں اٹھا پاتے، ان میں سے بعض نے اپنی حد تک کوشش بھی کرتے ہیں، لیکن وہ بعض منکرات سے اپنے کو دور نہیں رکھ پاتے، اس لیے محرومی ان کا مقدر بن گئی، ان میں بعض شراب کی لت نہیں چھوڑتے، بعض اپنے والدین کو ناراض کیے ہوتے ہیں، بعض قطع تعلق کے مجرم اور صلہ رحمی سے گریزاں، بعض کے دل کینہ وکدورت سے پاک نہیں رہ پائے، ان چاروں گناہ کی نحوست نے انہیں جنت کی دہلیز سے اس ماہ مبارک میں بھی دور رکھا۔

ایسے لوگوں کے لیے بھی چند ایام بچ گئے ہیں، راتیں طاق بھی بچی ہوئی ہیں، جس میں شب قدر کے پالینے کا امکان ہے، اور رب کو راضی کرنے کے لیے تو تھوڑا وقت بھی بہت ہے، نہ جانے کون سی ادا اور کون سا جملہ اسے پسند آجائے اور مالک اس کے ساتھ عفوودرگذر کا معاملہ کردیں، اللہ کے نزدیک تو بخشش کے لیے یہ بھی کافی ہوگا کہ اس نے صرف اللہ کی رضا کے لیے ان منکرات کو چھوڑ دیا، جس کی وجہ سے شب قدر میں بھی اس پر مغفرت کے دروازے بند ہونے والے تھے۔

رمضان کے مہینے مکمل ہوگئے، عید کا چاند نکل آیا، تراویح کا سلسلہ بند ہوا، فرض روزے کے ایام بھی جاتے رہے، معتکفین کے اعتکاف بھی مکمل ہوگئے، لیکن اب بھی بہت کچھ باقی ہے، عید کی چاند رات ہمارے یہاں لہو ولعب کے لیے مشہور ہے، شیطان آزاد ہوتے ہی پوری جلوہ سامانی کے ساتھ بندوں پر ٹوٹ پڑتا ہے، نمازی مسجد سے غائب ہونے لگتے ہیں، ہمہ شما کا کیا ذکر، اچھے خاصے دیندار اور خواص کو بھی عموما اس رات بڑی میٹھی نیند آتی ہے اور رمضان بھر کی ریاضت کے بعد وہ اپنے کو ہلکا پھلکا محسوس کرتے ہیں، حالاں کہ یہ رات تو اصل انعام کی رات ہے، فرشتے اس رات کو لیلۃ الجائزہ کہتے ہیں، اس لیے خصوصیت سے اس رات میں عبادت کا اہتمام کرنا چاہیے، میں نے اپنے بڑے بھائی محمد ضیاء الہدیٰ رحمانی کو دیکھا کہ وہ چاند کے اعلان کے بعد اعتکاف ختم کرتے، بہت کم وقت کے لیے گھر آتے اور عشاء کی نماز کے بعد سے صبح تک مسجد میں الحاح وزاری، گریہ وبکا اور دعاء مغفرت میں مشغول رہتے، میں نے اس رات کی جیسی قدر کرتے ان کو دیکھا ویسا کوئی دوسرا شخص میری نظر سے نہیں گذرا، انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پاک کی خبر تھی کہ جو شخص ثواب کی نیت کرکے دونوں عید کی رات جاگے اور عبادت میں مشغول رہے گا اس دن اس کا دل نہیں مرے گا، جس دن سب کے دل مرجائیں گے، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ نے لکھا ہے کہ اس سے مراد فتنہ وفساد کا وقت ہے، جب لوگوں کے دلوں پر مردنی چھا جاتی ہے، اس وقت اس کا دل زندہ رہے گا، ایک دوسرا قول یہ بھی لکھا ہے کہ ممکن ہو صور پھونکے جانے کا دن مراد ہو، کہ اس دن اس کی روح بیہوش نہ ہوگی، ایک دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص پانچ راتوں میں عبادت کے لیے جاگے، اس کے واسطے جنت واجب ہوجائے گی، ان پانچ راتوں میں ایک رات عید الفطر کی ہے، حضرت امام شافعیؒ نے ما ثبت بالسنة میں عید الفطر کی رات کو دعا کی قبولیت کی پانچ راتوں میں شمار کیا ہے۔

اس لیے اس رات میں دعا کا خاص اہتمام کرنا چاہئے اور اسے سوکر گذارنا نہیں چاہئے، یہ عجیب بات ہوگی کہ اللہ اس رات کو انعام تقسیم کررہے ہوں اور بندہ بے خبری کی نیند سو رہا ہو، شکرگذاری کے جذبے، دعا کی قبولیت اور دل کے زندہ رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ بندہ اس رات میں بھی رمضان المبارک کی رات کی طرح ہی بارگاہ خداوندی میں اپنی مناجات پیش کرتا رہے۔

لیلۃ الجائزہ یعنی انعام کی اس رات کے بعد جو دن آرہا ہے وہ عید الفطر کا دن ہے، اس دن اللہ کے فرشتے تمام راستوں پر پھیل جاتے ہیں اور بندوں کو عیدگاہ کی طرف چلنے کے لیے آواز لگاتے ہیں، فرماتے ہیں کہ اس رب کریم کی بارگاہ میں چلو جو بہت زیادہ عطا کرنے والا اور قصوروں کو معاف کرنے والا ہے، پھر جب لوگ عیدگاہ اللہ کی کبریائی بیان کرتے ہوئے پہونچتے ہیں، تکبیر تشریق کے کلمات ان کی زبانوں پر ہوتے ہیں، اللہ خوش ہوکر فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ ایسے مزدور کو کیا بدلہ دیا جائے جو اپنا کام پورا کرچکا ہو؟ فرشتے کہتے ہیں: ان کو پوری مزدوری دے دی جائے، اللہ فرشتوں کو گواہ بنا کر اعلان کرتے ہیں، کہ ہم نے روزے اور تراویح کے بدلے سب کو اپنی رضا ومغفرت عطا کردی، اللہ رب العزت اس اجتماع میں ہر مانگنے والے کو دیتے ہیں، آخرت کے لیے بندہ جو مانگتا ہے سب مل جاتا ہے، دنیا کے بارے میں جو مانگتا ہے وہ اسے اپنی مصلحت اور حکمت کے مطابق دیتے ہیں، البتہ اس بات کا برملا اعلان ہوتا ہے کہ میں (اللہ) لغزشوں پر ستاری کروں گا، اور انہیں مجرموں اور کافروں کے سامنے رسوا نہیں ہونے دوں گا، عید کی نماز ختم ہوتی ہے، اور بندہ بخشش کا پروانہ لیے گھر لوٹ آتا ہے، اسے اللہ کی رضا نصیب ہوجاتی ہے، جو اصل دولت اور ایمان والوں کے لیے سرمایہ حیات ہے۔

ہمارے بہت سارے مسلمان بھائی اس دن کی اہمیت کو بھی نہیں سمجھتے، ہماری نئی نسل کو تو اس کا ذرا بھی احساس نہیں ہوتا، پہلے سنیما کے ٹکٹ خریدے جاتے تھے، فلم دیکھی جاتی تھی، اب تو موبائل میں فلم دیکھنے کی ایسی سہولت ہوگئی ہے کہ الامان والحفیظ، گناہ کہیں جاکر کیا جائے اور جس طرح کیا جائے، گناہ تو گناہ ہی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے اور انعام کے اس رات ودن کی خوب خوب قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فسادات کی نئی لہر

اس بار رام نومی کی ''شوبھا یاترا'' کے نام پر فرقہ پرستوں نے ملک کی کئی ریاستوں میں فسادات برپا کیے، یہ جلوس ہتھیار کے ساتھ نکالے گیے، بھڑکانے والے نعرے لگائے گیے، فرقہ پرستوں نے یہ مظاہرہ پوری تیاری کے ساتھ کیا اور جہاں جہاں بھاجپا کی دال نہیں گل رہی تھی، وہاں کی حکومتوں کو بدنام کرنے کے لیے ماحول کو بگاڑا گیا، مغربی بنگال میں ممتا بنرجی کے سامنے بھاجپا کی نہیں چلتی تو وہاں ہگلی، رشرا، اور کئی جگہ فسادات کی آگ بھڑکائی گئی ہے، مسلم اکثریت علاقہ سے جلوس گذارنے کی منظوری نہیں دی گئی تو بغیر منظوری جلوس نکالا گیا، اور کہا گیا کہ ہندوستان میں اب ہم کو پوچھنا پڑے گا کہ کس طرف سے جلوس گذرے گا، بھاجپائیوں کی درخواست پر مرکزی وزارت داخلہ نے بنگال حکومت سے رپورٹ طلب کی ہے، گورنر بھی باہر نکل کر جائزہ کے لیے ہگلی کے فساد زدہ علاقوں کے دورے گیے، ممتا بنرجی کی کوشش سے فساد بڑے پیمانے پر پھیل نہیں سکا، لیکن حکومت کو بدنام کرنے لیے جتنا ہوگیا وہ کافی ہے، معاملہ عدالت تک بھی پہونچ گیا ہے۔

بہار میں یہی حکمت عملی بھاجپائیوں نے سہسرام اور بہار شریف میں اپنائی، جلوس جب مسلم اکثریتی علاقہ میں پہونچا تو اسلحے لہرائے گیے، بھڑکاؤ نعرے لگائے گیے اور جلوس میں شامل غیر سماجی عناصر جو اسی کام کے لیے لائے گیے تھے اور جلوس میں شامل تھے، توڑ پھوڑ مچانا شروع کردیا، ایک سو دس سال پرانے مدرسہ کو آگ کی نظر کردیا گیا، قیمتی کتب خانہ جل کر خاکستر ہوگیا، مدرسہ کے سارے پرانے رکارڈ جلا دیے، آگ کی شدت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ دیواروں کے پلاسٹر تک اکھڑ گیے، تین دن کم وبیش یہ صورت حال رہی، لوگ گھروں میں بند ہونے پر مجبور تھے، کرفیو اور دفعہ ۱۴۴ کے ذریعہ بھی قابو نہیں پایا جارہا تھا تو مرکز سے نیم فوجی دستے طلب کیے گیے، تب کہیں حالات پر قابو پایا جاسکا۔ سہسرام میں بھی یہی صورت حال بنی اور وہاں بھی چن چن کر مسلمانوں کے گھروں میں آگ لگائی گئی، لوٹا گیا اور مسلمانوں کے گھروں پر بم پھینکے گیے۔

امارت شرعیہ کے ذمہ داروں نے اطلاع ملتے ہی کام شروع کیا، حکومت کو اس طرف متوجہ کیا کہ فوری طور پر اس پر قابو پایا جائے، ان فسادات میں جو نقصانات ہوئے اس کے جائزہ کے لیے امارت شرعیہ کی چہار نفری اعلیٰ سطحی ٹیم نے حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم کے حکم پر نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی مدظلہ کی قیادت میں بہار شریف کے فساد زدہ علاقوں کا دورہ کیا اور جو کچھ پایا اس کی رپورٹ اسی شمارے میں آپ تفصیل سے پڑھیں گے، امارت شرعیہ نے مطالبہ کیا ہے کہ نقصانات کی تلافی کے لیے حکومت معاوضہ دے اور بازآبادکاری کا کام فوری طور پر کرے، حالاں کہ ہم خوب جانتے ہیں کہ جو مخطوطے اور کتابیں جلادی گئیں اس کی تلافی کی تو کوئی شکل باقی ہی نہیں ہے۔

سہسرام میں بھی وکلا کی ایک ٹیم کو امارت شرعیہ نے جائزہ کے لیے بھیجا اور قانون کے دائرے میں جو کچھ ممکن ہے امارت شرعیہ کررہی ہے، اب ایک نیا جلوس ہنومان شوبھا یاترا کے نام پر نکلے گی اور فرقہ پرست طاقتیں چاہیں گی کہ فساد کا نیا دور شروع ہو، وزارت داخلہ نے اس سلسلہ میں ریاستوں کے لیے رہنما اصول طے کیے ہیں، لیکن جنونی فرقہ پرست کو ان اصولوں کی پرواہ ہی کب ہوتی ہے۔

موجودہ فساد سے سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ دل ٹوٹا، اعتماد ختم ہوا، اور مخدوم شرف الدین یحیٰ منیریؒ اور شیر شاہ سوری کے شہر میں ہندو مسلم اتحاد اور بھائی چارے کی فضا کو سخت نقصان پہونچا ہے، ٹوٹے ہوئے ان دلوں کو جوڑنے، اعتماد بحال کرنے اور بھائی چارے کا ماحول بنانے میں برسوں لگیں گے، اور ان برسوں میں نیا واقعہ وقوع پذیر ہوکر پھر سے ماحول کو نہ بگاڑ دے اس امکان سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔

سعودی عرب اور ایران میں مفاہمت

سعودی عرب اور ایران گذشتہ سات سالوں سے دور دور تھے، یمن کے حوثی باغیوں کی ایران پشت پناہی کررہا تھا، اور اس حوالہ سے کئی حملے سعودی عرب کی مساجد پر اس نے کیے تھے، لیکن چین نے ثالثی کرکے ان کے رشتوں کی تلخیوں کو دور کیا اور دس مارچ کو ان دونوں ملکوں نے اعلان کیا کہ وہ دو ماہ کے اندر اپنے تعلقات معمول پر لائیں گے، اور اپنے سفارت خانے کھولیں گے، بیس سال اور اس سے بھی قبل تحفظ اور اقتصاد پر جو معاہدے ہوئے تھے اس پر کام شروع کیا جائے گا، اس اعلان سے مشرق وسطیٰ میں چین کے بڑھتے اثر ورسوخ کا پتہ چلتا ہے، اور امریکی لابی کا اس پر حیران وشسدر رہنا فطری بات ہے۔

سعودی عرب نے ''العلا'' سربراہی کانفرنس کے وقت سے ایران سے گفت وشنید شروع کی تھی، اسی گفت وشنید کے نتیجہ میں سعودی عرب نے قطر کی ناکہ بندی کا فیصلہ واپس لیا تھا، اور خلیج کونسل تعاون کے درمیان قربت بڑھی تھی، چین ان ملکوں میں Global security initiative جی اس آئی کے تحت مصروف ہے، اور اس کی وجہ سے چین کے تئیں عالمی پیمانہ پر اعتماد واعتبار میں اضافہ ہورہا ہے، اسی اعتماد کے نتیجے میں دونوں ملکوں کے لیے چین بڑا اشراکت دار بن گیا ہے، اگر چین نے ایمانداری کے ساتھ دونوں ملکوں سے روابط برقرار رکھا اور دونوں ملکوں میں دوریاں نہیں پیدا ہوئیں تو مشرق وسطیٰ کے دو مسلم ممالک کے لیے یہ اچھی خبر ہے، اور ہمیں اس خبر کا استقبال کرنا چاہیے۔

یادوں کے چراغ — مولانا قمر الزماں ندوی

مولانا عبد الغفور رحمانیؒ

۹/ رمضان المبارک بروز ہفتہ دو پہر میں یہ جانکاہ خبر ملی کہ گاؤں کے باوقار عالم دین ہائی اسکول بیللبڈا کے سابق استاد و ہیڈ ماسٹر اور جامع مسجد دگھی کے نائب امام مولانا عبد الغفور صاحب رحمانی انتقال کر گئے، تقریبا ایک ہفتہ سے مولانا کافی بیمار تھے اور کلکتہ کے رابندناتھ ٹیگور ہاسپٹل میں موت وزیست کی کشمکش میں مبتلا تھے۔ مولانا کی وفات سے ایک زبردست خلا ہوگیا اور دگھی گاؤں اور یہ علاقہ ایک باشرع اور متدین عالم دین سے خالی ہوگیا، مولانا کی موت سے پورا گاؤں سوگوار ہے اور لوگ ان کی خوبیوں کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ مولانا باجماعت نماز اور تکبیر اولی کا ہمیشہ اہتمام کرتے تھے، سردی گرمی اور برسات ان کے لیے مسجد حاضری میں رکاوٹ نہیں بن پاتی تھیں۔ میں نے ان کو ہمیشہ نماز کا بہت زیادہ اہتمام کرنے والا پایا، اس کی گواہی گاؤں کے تمام لوگ دیں گے ہم میں سے بہت کم لوگ ان کے جیسا اہتمام کر پاتے ہیں۔

مولانا عبد الغفور صاحب مشہور عالم دین مولانا عبد القادر صاحبؒ کے بڑے صاحبزادے اور مولانا عبد الباری معاون قاضی شریعت ضلع سیوان کے والد گرامی قدر تھے، حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم کے حکم پر مرکزی دفتر سے مولانا سہیل اختر قاسمی نے جنازہ میں شرکت کی اور پس ماندگان کو تسلی کے کلمات کہے، ان کی پیدائش 1948ء کے آس پاس کی ہے، وہ سرزمین دگھی موجودہ ضلع گڈا میں پیدا ہوئے اور یہیں اپنے والدین کی آغوش تربیت میں پلے بڑھے، ابتدائی تعلیم سے لے کر فوقانیہ تک کی تعلیم مدرسہ حسینیہ تجوید القرآن دگھی میں ہوئی، کچھ دنوں تک جامعہ رحمانی مونگیر میں بھی خوشہ چینی کی، لیکن وہاں ان کی طبیعت نہیں لگی تو سوپول دربھنگہ کے مشہور مدرسہ رحمانیہ چلے گئے اور وہاں عالمیت میں داخلہ لیا، ان کے مشہور اساتذہ میں قاضی شریعت مولانا محمد قاسم مظفر پوریؒ اور مولانا شمس الہدیٰ صاحبؒ تھے، مدرسہ رحمانیہ کی نسبت سے وہ اپنا لاحقہ رحمانی لکھتے تھے۔ وہاں بھی وہ اپنی تعلیم مکمل نہیں کر سکے، کیونکہ اس بیچ ان کو ٹریننگ کا موقع مل گیا اور پھر سرکاری ملازمت مل گئی اور وہ اسکول میں ٹیچر ہوگئے، بعد میں انہوں نے عالم اور فاضل کے امتحانات پاس کئے۔

ان کے اساتذہ میں مولانا علاء الدین صاحبؒ مولانا الفت صاحب قاسمی مولانا ادریس صاحب اور مولانا حاذق القاسمی صاحب قابل ذکر ہیں۔

مولانا کے ساتھیوں اور معاصرین میں سے، مولانا معزالدین صاحب خوگر، مولوی کمال صاحب، مولوی مظہر صاحب چانچے اور متقدمین و معاصرین میں مولانا عبد الحلیم، مولانا منصور، ماسٹر نظام الدین، مولانا طاہر، مولانا حسین، مولوی عبد السلام، مولانا ضمیر، مولانا عبادت چانچے، ماسٹر اکبر دگھی، مولانا حکیم ماسٹر محمد خالد وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں ان میں سے کئی اللہ کے پیارے ہو چکے ہیں۔

مولانا راقم کا بھی بہت خیال کرتے تھے، بہت عزت دیتے تھے، جمعہ میں میری تقریر بغور سنتے تھے، ہمت افزائی کرتے تھے، میری علمی کاموں کی قدر دانی کرتے تھے اور ذاتی احوال کے بارے میں بھی دریافت کرتے تھے، میں ان کی موجودگی میں کبھی نماز پڑھانے کے لیے نہیں بڑھتا تھا، الا یہ کہ وہ اشارہ کرتے۔

ملازمت سے سبکدوشی کے بعد گھر ہی میں رہتے تھے اور اہل خانہ کی سرپرستی کرتے تھے، نائب امام کی حیثیت سے امام صاحب کی عدم موجودگی میں امامت کا فریضہ بھی انجام دیتے تھے۔ اپنی برادری کے قاضی بھی تھے۔ انہوں نے اپنے پیچھے ہرا بھرا خاندان چھوڑا ہے، تمام بچے، بچیاں اور داماد تعلیم یافتہ ہیں، اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، جنت میں اعلی مقام نصیب فرمائے، پسماندگان اور تمام وارثین و متعلقین کو صبر جمیل دے گاؤں اور علاقہ والے کو ان کا نعم البدل عطاء فرمائے آمین۔

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہ بانی کرے

کتابوں کی دنیا — مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی (تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

اسلام میں حقوق کی اہمیت

مفتی محمد عاقب قاسمی، خیر آباد سیتا پور کے جواں سال عالم دین ہیں، اپنے وطن میں ہی مدرسہ و مسجد کی خدمت سے وابستہ ہیں، مطالعہ کا ذوق ہے اور لکھنے کا شوق، ذہنی آبیاری اور اس شوق کی تکمیل کے لئے خوش قسمتی سے حاجی عارف علی انصاری بک سیلر لطیف مارکیٹ خیر آباد کی خدیجہ لائبریری موجود ہے، جس میں مختلف علوم وفنون کا اچھا ذخیرہ ہے، حاجی عارف علی انصاری کے دل میں کتابوں کی محبت جاگزیں ہے۔ یہ محبت وہ دوسروں میں منتقل کرتے رہتے ہیں، جس کے نتیجے میں اہل علم کا رجوع اس لائبریری کی طرف خوب ہے، حوالہ جاتی کتب اور مراجع دستیاب ہوں تو کسی موضوع پر لکھنا آسان ہوتا ہے۔ خدیجہ لائبریری خیر آباد اہل علم کو یہ سہولت فراہم کرتی ہے اور اہل علم اس سے استفادہ کر کے لعل و گہر، ہیرے جواہرات، لولؤ و مرجان نکال کر قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

مفتی محمد عاقب قاسمی اس لائبریری کے مستقل قاری ہیں، پڑھنے کا فن اور لکھنے کا ہنر اللہ تعالیٰ نے انہیں وافر مقدار میں عطا کیا ہے، صلاحیت اور صالحیت اس پر مستزاد ہے۔ متواضع اور منکسر المزاج ہیں، علم کا غرور اور پندار ان کے اندر نہیں پایا جاتا، اس لیے وہ خیر آباد میں محبوب بھی ہیں اور مقبول بھی۔ ان کی انکساری ان کے لیے رفع درجات کا سبب ہے۔

اسلام میں حقوق کی اہمیت ان کی پہلی باقاعدہ تصنیف ہے، اس میں انہوں نے والدین، ضعفاء، اولاد، بھائی، بہن، میاں بیوی، قرابت داروں، پڑوسیوں، یتیموں، خادموں، ملازموں اور ماتحت کے حقوق پر قرآن واحادیث کی روشنی میں مدلل گفتگو کی ہے۔ اگر اس میں تھوڑی گفتگو "لنفسک علیک حق"، سسرال قیدیوں، غیر مسلموں، جانوروں اور راستوں کے حقوق پر بھی ہوتی تو یہ کتاب زیادہ جامع اور مفید ہو جاتی۔

سماجیات کے ماہرین کی رائے ہے کہ حقوق کے ساتھ فرائض لازم وملزوم ہیں، عرض مصنف میں فرائض کے حوالہ سے بھی گفتگو ہونی چاہیے تھی، اس لیے کہ حقوق کی ادائیگی اسی وقت ممکن ہے جب متعلقہ شخص اپنے اوپر عائد ہونے والے فرض کو سمجھے، ایک کا حق دوسرے کا فرض اور ایک کا فرض دوسرے کا حق ہوا کرتا ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ فرائض اور حقوق میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ایک کے بغیر دوسرے کی ادائیگی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

انسان ایک سماجی جاندار ہے، باہمی روابط کے بغیر کوئی شخص تنہا زندگی نہیں گذار سکتا، ایک دوسرے سے ضرورتیں وابستہ ہوتی ہیں، اس کا تقاضہ ہے کہ روابط آپس میں مضبوط ہوں، مفتی محمد عاقب قاسمی نے مختلف حقوق کے ذیل میں روابط کے مضبوط کرنے کے طریقوں پر بھی روشنی ڈالی ہے اور بڑی بات یہ ہے کہ کتاب میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ ہوائی اور محض لفاظی نہیں ہے، قرآن واحادیث میں اس کی جو بنیادیں ہیں اس کو ذکر بھی کیا ہے، البتہ اس ذکر میں حوالوں کا اہتمام ضروری تھا جو جدید طریقۂ تصنیف کے مطابق آیات، سورۃ، رکوع اور احادیث میں کتاب کا نام، باب اور رقم الحدیث کا اندراج ہوا کرتا ہے اس سے کتاب کے مندرجات پر قاری کا اعتبار و اعتماد بڑھتا ہے، صرف کتاب کا نام لے لینا کافی نہیں ہے۔ آج کل نیٹ کی سہولت کی وجہ سے تخریج کا عمل چنداں دشوار بھی نہیں ہے۔

اس موضوع پر علماء کی بڑی عظیم اور وقیع تصنیفات پہلے سے موجود ہیں، ان میں انسانی حقوق اور اسلامی نقطۂ نظر، اقلیتوں کے حقوق اور اسلاموفوبیا، ابوعمار زاہد راشدی کی اسلام اور انسانی حقوق، قرآن حکیم کی روشنی میں حقوق انسانی، اسلام میں انسانی حقوق مصنف ڈاکٹر عبد اللہ بن عبد المحسن ترکی اور اسلامی حقوق و آداب از عبد الہادی عبد الخالق مدنی وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں، مفتی محمد عاقب قاسمی کی یہ کتاب اس فہرست میں قابل قدر اضافہ ہے، میں مفتی صاحب کو ان کی اس پہلی تصنیف پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعاء کرتا ہوں کہ ان کا قلم یوں ہی رواں دواں رہے اور اس کتاب کا فیض عام وتام ہو، آمین

مولانا عبدالاحد ازہری صاحبؒ

حافظ محمد امتیاز رحمانی

ملک کے بزرگ عالم دین قاضی شریعت حضرت مولانا عبدالاحد صاحب ازہری بھی 4/اپریل کی صبح کا سورج نمودار ہونے سے قبل ہی رب کریم کے دربار میں حاضر ہوگئے۔

3/اپریل کو مرشدِ گرامی حضرت امیر شریعت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی کے وفات کی یاد تازہ تھی اور 4/اپریل کو تدفین کا منظر نگاہوں میں گھوم رہا تھا کہ حضرت صاحب کے رفیق کار معتمد ومحترم دوست بھی اسی تاریخ میں دوسال کے فاصلے پر اپنے رب کے پاس حاضر ہوگئے حضرت قاضی ازہری صاحب آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن تاسیسی ملک کے ممتاز عالم دین اور مستند قاضی تھے مشہور علمی درسگاہ معہد ملت مالیگاؤں کے ناظم اعلیٰ تھے، نماز فجر کے وقت ماہ رمضان المبارک میں اللہ کو پیارے ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا قاضی عبدالاحد ازہری نے اپنی مادر علمی مہاراشٹر کی مشہور دینی درسگاہ معہد ملت مالیگاؤں میں تقریباً نصف صدی تک تدریسی خدمت انجام دیں، وہ برسوں یہاں ناظم اور شیخ الحدیث رہے، انہوں نے ہزاروں طلبہ کو پڑھایا اور سنوارا، ملک کے ممتاز ترین نوجوان عالم دین حضرت مولانا محمد عمرین محفوظ صاحب رحمانی کے علاوہ کئی ممتاز علماء کے استاد محترم تھے، قاضی صاحب آل انڈیا اسلامک فقہ اکیڈمی کے نائب صدر تھے، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ سے ان کا بہت گہرا تعلق تھا، 1972 ممبئ میں منعقد ہونے والے مسلم پرسنل لا کنونشن میں بھی وہ شریک تھے اس کے بعد سے تادم وفات انہوں نے بورڈ کے معزز رکن کی حیثیت سے قابل قدر خدمت انجام دی، ان کی رحلت سے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اپنے قدیم اور معزز رکن سے محروم ہوگیا، وہ امیر شریعت حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانیؒ کے دست گرفتہ تھے اور پھر حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور اصلاحی تعلق قائم رکھا، انکے اہل خانہ کا بھی اصلاحی تعلق خانقاہ رحمانی مونگیر کے بزرگوں سے قائم ہے۔ حضرت قاضی صاحب معہد ملت سے فراغت کے بعد جامعہ ازہر مصر کی درسگاہ سے فیضیاب ہوئے اور واپسی کے بعد معہد ملت کے ہوکر رہ گیے، امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ سے حضرت امیر شریعت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی کی ہدایت اور اپنے مربی استاد محترم حضرت مولانا عبد الحمیدؒ کی خواہش کے مطابق حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب سے قضاء کی تربیت حاصل کی اور مالیگاؤں کے قاضی منتخب ہوئے۔ راقم الحروف کو بھی بارہا انکی علمی مجالس میں شرکت کا موقع ملتا رہا ہے اور قاضی صاحب کی نگاہ شفقت سے فیضیاب ہوتے رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ انکے صاحب زادگان میں برادر محترم مولانا مفتی حامد ظفر رحمانی ملی مفتی راشد اسعد ندوی ڈاکٹر ڈاکٹر مسعود صاحب کے لئے یہ وقت بڑا صبر آزما ہے، اللہ تعالیٰ ان سبھوں کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین، صبح جب دونوں بھائیوں سے فون پر بات ہوئی اور حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کا تعزیتی پیغام سنایا تو معلوم ہوا کہ آپ کے صاحبزادے گرامی عمرہ کے سفر پر ہیں اور اپنے والد کی مغفرت اور بلند درجات کی دعا رب کریم کے سب سے بڑے گھر میں کر رہے ہیں۔

غموں کی وجہ سے لکھا نہیں جا رہا، لیکن رب کریم کی توفیق سے اس وقت یہ حاضر ہے۔ اپنی طالب علمی کے ایام سے تادم تحریر جن بزرگوں سے تعلق رہا اور جنکی شفقتوں اور دعاؤں سے فیضیاب ہونے کا شرف حاصل ہوا اب آہستہ آہستہ ایسی شخصیات اللہ کے دربار کی طرف بڑھ رہی ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی حضرت قاضی ازہری صاحب کی مغفرت فرمائے، اعلیٰ علیین میں ان کو جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائے (آمین یارب العلمین)

حکایات اہل دل

: مولانا رضوان احمد ندوی

رمضان المبارک میں سلف صالحین کے معمولات

سلف صالحین ماہ رمضان کی برکتوں سے کیسے فائدہ اٹھاتے تھے اس کی چند مثالیں عرض کی جاتی ہیں، تاکہ ہمیں بھی اندازہ ہوجائے کہ ہمارے اسلاف یہ مہینہ کیسے گزارتے تھے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا معمول: حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ آپ رمضان المبارک میں ۶۳/مرتبہ قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتے تھے، ایک قرآن پاک دن میں پڑھتے تھے، ایک قرآن پاک رات میں پڑھتے تھے اور تین قرآن پاک تراویح میں سنا کرتے تھے...رمضان المبارک میں ۶۳/قرآن پاک ۶۰/...قرآن پاک دن اور رات میں اور ۳/قرآن تراویح کی نماز میں، اللہ اکبر!

حضرت رائے پوریؒ کا معمول: حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کے معمولات میں لکھا تھا کہ جب ۲۹/شعبان کا دن ہوتا تو اپنے مریدین ومتوسلین کو جمع فرمالیتے اور سب سے ملاقات کرتے اور فرماتے کہ بھئی! اگر زندگی رہی تو اب رمضان المبارک کے بعد ملاقات ہوگی اور اپنے ایک خادم کو بلاتے اور اسے ایک بوری دے دیتے اور فرماتے کہ رمضان المبارک میں جتنے خطوط آئیں وہ سب اس بوری میں ڈال دینا، زندگی رہی تو رمضان المبارک کے بعد ان کو کھول کر پڑھیں گے، رمضان المبارک میں ڈاک نہیں دیکھا کرتے تھے، فرماتے تھے کہ یہ مہینہ بس میں نے اپنے لئے مخصوص کرلیا ہے، اگر زندگی رہی تو اس کے بعد پھر دوستوں سے ملاقات ہوگی، آپ کے ہاں پورا رمضان المبارک اعتکاف کی حالت میں گزارنے کا معمول تھا، ۲۹/شعبان کے دن جو شخص آپ کی مسجد میں بستر لے جاتا اس کو مسجد میں بستر لگانے کی جگہ نہیں ملا کرتی تھی، دور دراز سے لوگ رمضان المبارک کا مہینہ وہاں گزارنے کے لئے آتے تھے اور پورا رمضان المبارک عبادت اور یاد الٰہی میں گزار دیا کرتے تھے۔

حضرت شیخ الهندؒ کا معمول: شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کی نماز تراویح اس وقت ختم ہوتی جب سحری کا وقت ہوجاتا تھا، چنانچہ تراویح ختم کرتے ہی سحری کھاتے اور ساتھ ہی فجر کی نماز کے لئے تیار ہوجاتے تھے، ساری رات عبادت میں گزار دیتے، ایک مرتبہ کئی دن مسلسل مجاہدے میں گزر گئے تو گھر کی مستورات نے محسوس کیا کہ حضرتؒ کی طبیعت میں نقاہت اور کمزوری ہے، ایسا نہ ہو کہ طبیعت زیادہ خراب ہوجائے تو انہوں نے منت سماجت کی کہ حضرت! آپ درمیان میں ایک رات وقفہ کرلیں طبیعت کو کچھ آرام مل جائے گا پھر دس پندرہ دن گزر جائیں گے، لیکن حضرت فرمانے لگے کہ معلوم نہیں کہ آئندہ رمضان کون دیکھے گا اور کون نہیں دیکھے گا، گھر کی مستورات نے کسی بچے کے ذریعے قاری کو پیغام بھجوایا کہ ”قاری صاحب! آپ کسی رات بہانہ کردیں کہ میں تھکا ہوا ہوں، آرام کرنے کو جی چاہتا ہے“ (حضرتؒ کی عادت شریفہ تھی کہ دوسروں کے عذر بڑی جلدی قبول کرلیا کرتے تھے) قاری صاحب نے کہا، بہت اچھا، وہ میرے شیخ ومرشد ہیں، ان پر اس وقت کمزوری اور ضعف غالب ہے، تو چلو آج کی رات ذرا آرام میں گزرے گی، قاری صاحب تراویح پڑھانے کے لئے آئے تو کہنے لگے کہ حضرت! آج میری طبیعت بہت تھکی ہوئی ہے، اس لئے آج میں زیادہ تلاوت نہیں کرسکوں گا، حضرتؒ نے فرمایا ہاں، بہت اچھا، آپ بالکل تھوڑی سی تلاوت کریں، قاری صاحب نے ایک دو پارے سنا کر اپنی تراویح مکمل کردی تو حضرتؒ نے فرمایا: قاری صاحب! آپ تھکے ہوئے ہیں، اب آپ گھر نہ جائیے، بلکہ یہیں میرے بستر پر سوجائیں، قاری صاحب کو مجبوراً تعمیل کرنا پڑی، حضرت کے بستر پر لیٹ گئے حضرت نے فرمایا قاری صاحب! آپ بالکل آرام کریں اور سوجائیں، پھر لائٹ بجھادی اور کواڑ بند کردیئے، قاری صاحب فرماتے ہیں کہ جب تھوڑی دیر کے بعد میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ کوئی بندہ میرے پاؤں دبا رہا ہے، میں حیران ہوکر اٹھ بیٹھا جب قریب ہوکر دیکھا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ میرے پیرومرشد حضرت شیخ الہندؒ اندھیرے میں بیٹھے میرے پاؤں دبا رہے ہیں، میں نے کہا، حضرت! آپ نے یہ کیا کیا؟ فرمانے لگے کہ قاری صاحب! آپ نے خود ہی تو کہا تھا کہ میں تھکا ہوا ہوں تو میں نے سوچا کہ چلو میں آپ کے پاؤں دبا دیتا ہوں، آپ کو کچھ آرام مل جائے گا، قاری صاحب کہنے لگے حضرت! آپ کو رات جاگ کر ہی گزارنی ہے تو چلیں میں قرآن سناتا ہوں، آپ قرآن ہی سنتے رہیں، رات یوں بسر ہوجائے گی، چنانچہ قاری صاحب پھر مصلیٰ پر آگئے، انہوں نے قرآن پڑھنا شروع کردیا، حضرت نے قرآن سننا شروع کردیا، اللہ اکبر!

مستورات کا قرآن سے لگاؤ: حضرت شیخ الہندؒ کے ہاں مستورات بھی تراویح میں قرآن پاک سنا کرتی تھیں، آپ کے صاحبزادے قرآن پاک سناتے تھے اور پردے کے پیچھے گھر کی مستورات اور بعض دوسری عورتیں جماعت میں شریک ہوجایا کرتی تھیں، ایک دن حضرت کے صاحبزادے بیمار ہوگئے تو حضرت نے کسی اور قاری صاحب کو بھیج دیا، قاری صاحب نے تراویح میں چار پارے پڑھے، جب سحری کے وقت حضرت گھر تشریف لے گئے تو گھر کی عورتیں بہت ناراض ہوئیں، کہنے لگیں، حضرت! آپ نے کس قاری صاحب کو بھیج دیا، اس نے تو بس ہماری تراویح خراب کردی، پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگیں پتہ نہیں اس کو کیا جلدی تھی بس اس نے چار پارے پڑھے اور بھاگ گئے، پھر پتہ چلا کہ یہ عورتیں رمضان المبارک میں تراویح کی نماز میں سات قرآن پاک سنا کرتی تھی، جی ہاں، کئی خانقاہوں میں تین قرآن پاک تراویح میں پڑھنے کا معمول رہا ہے، کئی خانقاہوں میں پورا رمضان المبارک اعتکاف کرنے کا معمول رہا ہے، ہمارے سلف صالحین یوں مجاہدہ کیا کرتے تھے یہ رمضان المبارک کمانے کا مہینہ ہے، اپنے جسم کو تھکانے کا مہینہ ہے۔

اللہ کو راضی کرنے کا طریقہ: سلف صالحین اللہ جل شانہ کو راضی کرنے کے لئے یوں عبادت کیا کرتے تھے، جیسے کوئی کسی روٹھے ہوئے کو مناتا ہے، اگر کوئی غلام بھاگ جائے اور پھر پکڑا جائے تو وہ اپنے مالک کے سامنے آتا ہے تو کیا کرتا ہے؟ وہ اپنے مالک کے سامنے آکر ہاتھ جوڑ دیتا ہے، اپنے مالک کے پاؤں پکڑ لیتا ہے اور کہتا ہے میرے مالک آپ درگزر کردیں، آئندہ میں احتیاط کروں گا، میرے دوستو! رمضان المبارک میں ہم اللہ رب العزت کے سامنے اسی طرح اپنے ہاتھ جوڑ دیں، سربسجود ہوجائیں اور عرض کریں کہ اے اللہ! ہم نادم ہیں، شرمندہ ہیں، جو کوتاہیاں اب تک بیٹھے ہیں، ان کو تو معاف کردے، آئندہ زندگی ہم تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ گزارنے کی کوشش کریں گے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ: قطب عالم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا رمضان المبارک میں مجاہدہ اس قدر بڑھ جاتا تھا کہ دیکھنے والوں کو رحم آجاتا، ۷۰/سال کی عمر میں بھی عبادت کا یہ عالم تھا کہ دن بھر کے روزہ کے بعد اوابین کی بیس رکعتوں میں کم از کم دو پارے تلاوت فرماتے، تراویح بھی نہایت اہتمام اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا فرماتے، بچے ہوئے وقت میں زبانی تلاوت جاری رہتی، تہجد میں بھی دو ڈھائی گھنٹے صرف ہوتے، نماز فجر کے بعد اشراق تک وظائف میں مشغول رہتے، دن کے اکثر اوقات بھی تلاوت واذکار اور مراقبہ میں گزرتے تھے، اس میں بھی یومیہ کم از کم ۱۵/پارے قرآن کریم پڑھنے کا معمول تھا۔(اکابر کا رمضان)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا رمضان المبارک اور اس کی عبادات میں انہماک زبان زد خاص وعام اور ضرب المثل ہے...۴۲/سال تک رمضان المبارک میں روزانہ ۳۰/پارے پڑھنے کا معمول تھا، رمضان کی راتیں تدبر کے ساتھ تلاوت کلام پاک میں گزارتے، خط وکتابت بالکل بند رہتی، ملاقاتوں کا سلسلہ بھی بہت کم ہوجاتا، ۱۳۸۴ھ سے آپ نے پورے ماہِ مبارک کا اعتکاف فرمانا شروع کیا، آئندہ سالوں میں شائقین ومحبین کی تعداد روزافزوں ہوتی رہی اور یہ سلسلہ اتنا بڑھا کہ اس کی نظیر قریبی بزرگوں کے حالات میں نہیں ملتی، سہارنپور کے علاوہ آپ نے مدینہ منورہ، فیصل آباد اور اسٹینگر میں بھی رمضان المبارک میں قیام فرمایا۔

آپ کی خانقاہ میں رمضان المبارک کی راتیں دن کا سماں پیش کرتی تھیں، بہت لوگ جاگ کر ذکر وتلاوت میں مشغول رہتے اور صبح کی نماز کے بعد آرام کا معمول ہوتا...دس بجے کوئی اصلاحی بیان ہوتا، پھر ظہر تک ذکر میں مشغول رہتے تھے...عصر کے بعد سلوک وتصوف سے متعلق کتابوں (امداد السلوک اور اکمال الشیم) کی سماعت ہوتی...افطار سے ۲۰/منٹ قبل یہ سلسلہ موقوف ہوجاتا، پھر مغرب کے بعد کھانے سے فراغت کے بعد حضرت والا کی خصوصی مجلس ہوتی...تراویح میں تین پارے پڑھے جاتے، جس میں ڈیڑھ گھنٹہ صرف ہوتا، وتر سورۃ یٰسین کے ختم اور ۴۰/درود شریف پڑھنے کے بعد دعا کا معمول ہوتا... حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اعتکاف میں فضول بات چیت اور مجلسی گفتگو سخت ناپسند تھی اور آپ اپنے معتمد حضرات کے ذریعہ اس پر پوری نگاہ رکھتے تھے اور اگر کسی کی کوتاہی ظاہر ہوتی تو اس پر نکیر فرماتے تھے۔(معمولات رمضان وغیرہ)

حضرت مفتی محمود حسن گنگوهیؒ: فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند کا رمضان المبارک دیکھنے والوں کو رشک آتا تھا، ضعف ونقاہت کے عالم میں بھی عبادت کی ہمت کے ساتھ ادائیگی آپ ہی کا حصہ تھا.. جب تک طاقت رہی رمضان میں روزانہ تیس پارے پڑھنے کا معمول رہا، اشراق، چاشت، اوابین اور تہجد کے علاوہ نمازوں کی سنن موکدہ میں طویل قرآت کا اہتمام فرماتے تھے...چھتہ کی مسجد دیوبند میں آپ اکثر رمضان میں قیام فرماتے تھے، سالوں سے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمانے کا معمول رہا...سینکڑوں متوسلین اس موقع کو غنیمت جان کر آپ کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوتے تھے، مسجد چھتہ کی رونق رمضان میں دوبالا ہوجاتی تھی...بعد میں بنگلہ دیش اور میل وشارم (مدارس) میں بھی قیام فرمایا، جس کا عظیم الشان دینی فائدہ ان علاقوں میں ظاہر ہوا...

آپ کی خانقاہ میں دن ورات تلاوت، ذکر اور مجاہدہ کا سماں رہتا تھا...صبح ۱۱/سے ۲/بجے تک الاعتدال، گلدستہ سلام وغیرہ کتابوں کی تعلیم ہوتی...ظہر سے عصر کے درمیان ختم خواجگان اور ذکر جہری کا معمول تھا...عصر کے بعد فضائل رمضان، اکابر کا رمضان اور اکمال الشیم وغیرہ کتابیں پڑھی جاتی تھیں۔

تراویح میں تین یا کم از کم دو کلام پڑھے جاتے تھے، تہجد کی جماعت کا اہتمام نہیں تھا، لوگ الگ الگ یا دو تین ساتھی مل کر ادا کرتے تھے...حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کثرت سے تلاوت میں مشغول رہتے، ظہر کی اذان ہوتے ہی سنت کی نیت باندھ لیتے اور جماعت کے قریب تک نماز میں تلاوت کرتے رہتے تھے...یہی کیفیت ظہر اور عشاء کی سنتوں میں بھی رہتی، اسی طرح چاشت کی نماز میں بھی طویل قرأت فرماتے تھے، بالخصوص رمضان المبارک میں آپ کے چہرے پر انوار وبرکات کا ایسا اثر دکھائی دیتا تھا کہ نگاہیں خیرہ ہوجاتی تھیں اور اس قدر مسلسل عبادت کے باوجود آپ کے روئے انور سے تکان کا احساس بھی نہ ہوتا تھا...اے اللہ! اپنے فضل سے ہمیں بھی ایسا ہی شوق تلاوت وعبادت عطا فرمادے، آمین۔

حضرت قاری سید صدیق احمد باندویؒ: عارف باللہ حضرت قاری سید صدیق احمد صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک کا خاص اہتمام فرماتے تھے، عرصۂ دراز تک باندہ کی جامع مسجد میں شروع کے دس دنوں میں تروایح میں ایک قرآن پاک سنانے کا معمول رہا...دوسرے عشرہ میں اپنے اکابر حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ اور فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چند یوم قیام کا معمول رہا...اس کے بعد اخیر عشرہ سے پہلے ہتھورا تشریف لے آتے اور آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے تھے اور اس اعتکاف کا ایسا التزام تھا کہ فرماتے تھے کہ ۱۶/سال کی عمر کے بعد سے کبھی اعتکاف کا ناغہ نہیں ہوا۔ پہلے اعتکاف ہتھورا کی گاؤں کی مسجد میں ہوتا تھا، بعد میں مدرسہ کی مسجد میں ہونے لگا اور مجمع بھی آہستہ آہستہ بڑھنے لگا...

آخری عشرہ میں بھی ۳، ۳/پارے تراویح میں سنایا کرتے تھے...رمضان المبارک کے اکثر اوقات ذکر وفکر اور تلاوت میں گزرتے اور وقت کا ضیاع بالکل پسند نہ فرماتے تھے...رمضان المبارک میں طبیعت تو یہ چاہتی ہے کہ میں ہوں اور کچھ ہم مزاج احباب ہوں، قرآن پاک کی تلاوت ہو اور اس کی یاد ہو لیکن کیا کروں مجبوری ہے ان دنوں اگر کوئی مجھ سے (بلامقصد) بات کرتا ہے تو یوں لگتا ہے جیسے کسی نے مجھ پر گولی چلادی ہے“ (تذکرۃ الصدیق)

رمضان المبارک میں آپ سحری سے کافی پہلے بیدار ہوکر نوافل تہجد میں مشغول ہوجاتے، پھر سحری کے بعد اول وقت فجر کی نماز ادا کی جاتی، اس کے بعد آپ کا یا کسی مہمان عالم کا اصلاحی بیان ہوتا، اس کے بعد آپ نماز اشراق ادا کرکے آرام فرماتے، دس بجے کے قریب بیدار ہوکر نماز چاشت ادا فرماتے اور پھر تلاوت میں مشغول ہوجاتے، اس دوران ضروری ملاقاتوں اور دیگر امور کی تکمیل کا سلسلہ بھی جاری رہتا...نماز ظہر سے کچھ پہلے آرام فرماتے، پھر ظہر کے بعد ایک گھنٹہ کے قریب بیان فرماتے، اس کے بعد پھر تلاوت کا سلسلہ شروع ہوجاتا، بہت سے معتکفین چھوٹے چھوٹے تعلیمی حلقے قائم کرکے قرآن مجید کی تصحیح اور علمی مذاکرہ میں مشغول رہتے، عصر کے بعد فضائل رمضان کتاب سنائی جاتی، پھر ذکر کرنے والے حضرات ذکر میں مشغول رہتے اور حضرت اس وقت دیکھ کر تلاوت فرماتے تھے اور تراویح کے بعد زادالسعید سے درود پاک سنانے اور دعا کا معمول تھا، آپ عموماً تراویح کے بعد ہی کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔(تحفہ رمضان)

عید الفطر رمضان کا صلہ اور تحفہ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

اللہ جل شانہ نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں رمضان المبارک عطا فرمایا اور اس مہینے کی برکتوں سے ہمیں نوازا، اور اس میں روزہ رکھنے اور تراویح پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی، پھر اس مبارک مہینے کے اختتام پر اس مہینے کی انوار وبرکات سے مستفید ہونے کی خوشی میں ''عید الفطر'' عطا فرمائی، حدیث شریف میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ حِيْنَ لِقَاءِ رَبِّهٖ. (نسائی، کتاب الصیام، باب فضل الصیام) یعنی اللہ تعالیٰ نے روزہ دار کے لئے دو خوشیاں رکھی ہیں: ایک خوشی وہ ہے، جو افطار کے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری خوشی اس وقت حاصل ہوگی، جب وہ قیامت کے روز اپنے پروردگار سے ملاقات کرے گا۔ اصل خوشی تو وہی ہے جو آخرت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت نصیب ہوگی، ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہر صاحبِ ایمان کو یہ خوشی عطا فرمائے۔ (آمین)

لیکن اس آخرت کی خوشی کی تھوڑی سی جھلک اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بھی رکھ دی ہے، یہ وہ خوشی ہے، جو افطار کے وقت حاصل ہوتی ہے، پھر یہ افطار دو قسم کے ہیں: ایک افطار وہ ہے، جو روزانہ رمضان میں روزہ کھولتے وقت ہوتا ہے، اس افطار کے وقت ہر روزہ دار کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ دیکھئے! سارے سال کھانے پینے میں اتنا لطف اور اتنی خوشی حاصل نہیں ہوتی جو لطف اور خوشی رمضان المبارک میں افطار کے وقت حاصل ہوتی ہے، ہر شخص اس کا تجربہ کرتا ہے۔ علماء کرام روزانہ کے اس افطار کو ''افطار اصغر'' کا نام دیتے ہیں اور دوسرا افطار وہ ہے، جو رمضان المبارک کے ختم پر ہوتا ہے، جس کے بعد عید الفطر کی خوشی ہوتی ہے، اس کو ''افطار اکبر'' کہا جاتا ہے؛ اس لیے کہ پورے مہینے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں روزے رکھنے اور اس کی بندگی اور عبادت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ عید کے دن خوشی اور مسرت عطا فرماتے ہیں، یہ خوشی آخرت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت حاصل ہونے والی خوشی کی ایک چھوٹی سی جھلک ہے، جو اللہ تعالیٰ نے عید کی شکل میں بندوں کو عطا فرمائی ہے اور یہ بھی اسلام کا نرالا انداز ہے کہ پورے سال میں صرف دو تہوار اور دو عیدیں مقرر کی گئی ہیں، جب کہ دنیا کے دوسرے مذاہب اور ملتوں میں سال کے دوران بہت سے تہوار منائے جاتے ہیں، عیسائیوں کے تہوار الگ ہیں، یہودیوں کے تہوار الگ ہیں، ہندوؤں کے تہوار الگ ہیں، لیکن اسلام نے صرف دو تہوار مقرر کئے ہیں، ایک عید الفطر اور دوسرا عید الاضحیٰ اور ان دونوں تہواروں کو منانے کے لئے جن دنوں کا انتخاب کیا گیا، وہ بھی دنیا سے نرالے ہیں، اگر آپ دوسرے مذاہب کے تہواروں پر غور کریں گے تو یہ نظر آئے گا کہ وہ لوگ ماضی میں پیش آنے والے کسی اہم واقعہ کی یادگار میں تہوار مناتے ہیں، مثلاً: عیسائی ۲۵ دسمبر کو ''کرسمس'' کا تہوار مناتے ہیں اور بقول ان کے یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا دن ہے، حالانکہ تاریخی اعتبار سے یہ بات درست نہیں؛ لیکن انہوں نے اپنے طور پر یہ سمجھ لیا کہ ۲۵ دسمبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے تھے، چنانچہ آپ کی پیدائش کی یاد میں انہوں نے ''کرسمس'' کے دن کو تہوار کے لئے مقرر کر لیا۔

جس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات ملی اور فرعون غرق ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر چلے گئے، اس دن کی یاد میں یہودی اپنا تہوار مناتے ہیں، ہندوؤں کے یہاں بھی جو تہوار ہیں، وہ بھی ماضی کے کسی نہ کسی واقعہ کی یاد میں منائے جاتے ہیں، جبکہ اسلام نے جو دو تہوار ''عید الفطر'' اور ''عید الاضحیٰ'' مقرر کیے ہیں، ماضی کا کوئی واقعہ اس دن کے ساتھ وابستہ نہیں، یکم شوال کو عید الفطر منائی جاتی ہے اور دس ذی الحجہ کو عید الاضحیٰ منائی جاتی ہے، ان دونوں تاریخوں میں کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ اسلام نے نہ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے دن کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ قرار دیا، نہ ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کے واقعہ کو ''عید'' کا دن قرار دیا اور جس دن مکہ مکرمہ فتح ہوا اور بیت اللہ کی چھت سے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان پہلی مرتبہ گونجی، اس دن کو بھی ''عید'' کا دن قرار نہیں دیا۔ اسلام کی پوری تاریخ اور خاص طور پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ایسے واقعات سے مالا مال ہے، لیکن اسلام نے ان میں سے کسی واقعہ کو ''عید'' کا دن قرار نہیں دیا۔

جن ایام کو اسلام نے تہوار کے لئے مقرر فرمایا، ان کے ساتھ کوئی ایسا واقعہ وابستہ نہیں جو ماضی میں ایک مرتبہ پیش آ کر ختم ہو چکا ہو، بلکہ اس کے بجائے ایسے خوشی کے واقعات کو تہوار کی بنیاد قرار دیا جو ہر سال پیش آتے ہیں اور ان کی خوشی میں عید منائی جاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دونوں عیدیں ایسے موقع پر مقرر فرمائی ہیں جب مسلمان کسی عبادت کی تکمیل سے فارغ ہوتے ہیں، چنانچہ عید الفطر رمضان کے گزرنے کے بعد رکھی ہے کہ میرے بندے پورے مہینے عبادت کے اندر مشغول رہے، پورے مہینے انہوں نے میری خاطر کھانا پینا چھوڑے رکھا، نفسانی خواہشات کو چھوڑے رکھا، اور پورا مہینہ عبادت کے اندر گزارا، اس کی خوشی اور انعام میں یہ عید الفطر مقرر فرمائی۔

اور عید الاضحیٰ ایسے موقع پر مقرر فرمائی جب مسلمان ایک دوسری عظیم عبادت یعنی حج کی تکمیل کرتے ہیں۔ اس لئے کہ حج کا سب سے بڑا رکن وقوف عرفہ ۹/ ذی الحجہ کو ادا کیا جاتا ہے، اس تاریخ کو پوری دنیا سے آئے ہوئے لاکھوں مسلمان میدانِ عرفات میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی عظیم عبادت کی تکمیل کرتے ہیں، اس عبادت کی تکمیل کے اگلے دن یعنی دس ذی الحجہ کو اللہ تعالیٰ نے دوسری عید مقرر فرمائی۔ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے یہ سبق دیدیا کہ ماضی کے وہ واقعات جو ایک مرتبہ پیش آئے اور ختم ہو گئے، وہ واقعات تمہارے لئے عید کی بنیاد نہیں، بیشک تمہاری تاریخ ان واقعات سے جگمگا رہی ہے اور تمہیں ان پر فخر کرنے کا بھی حق پہنچتا ہے کہ تمہارے آباء واجداد نے یہ کارنامے انجام دیئے تھے، لیکن تمہارے لئے ان کا عمل کافی نہیں، تمہارے لئے تمہارا اپنا عمل ہونا ضروری ہے، کوئی شخص آخرت میں صرف اس بنیاد پر نجات نہیں پائے گا کہ میرے آباء واجداد نے اتنے بڑے کارنامے انجام دیئے تھے، بلکہ وہاں پر ہر آدمی کو اپنے عمل کا جواب دینا ہوگا۔ اقبال مرحوم نے خوب کہا کہ

تھے تو وہ آباء تمہارے مگر تم کیا ہو☆ ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو

لہٰذا محض پرانے واقعات پر خوشی مناتے رہنا، صاحبِ ایمان کے لئے یہ کافی نہیں، بلکہ خود تمہیں اپنے عمل کو دیکھنا ہے، اگر تمہارے اپنے عمل کے اندر اچھائی ہے تو خوشی منانی ہے اور اگر برائی ہے تو رنج کرنا ہے اور ندامت کا اظہار کرنا ہے۔

بہرحال! یہ عید الفطر خوشی منانے کا اور اسلامی تہوار کا پہلا دن ہے، حدیث میں اس کو ''یوم الجائزہ'' بھی قرار دیا گیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پورے مہینے کی عبادتوں پر انعام دیئے جانے کا دن ہے جو ''مغفرت'' کی شکل میں دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب رمضان المبارک کا مہینہ گزر جانے کے بعد عید کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اصحابِ ایمان کی طرف اشارہ کر کے فرشتوں پر فخر فرماتے ہیں، اس لئے فخر فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا جا رہا تھا تو ان فرشتوں نے اعتراض کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تھا کہ: اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ. (سورۃ البقرہ، آیت: ۳۰) آپ مٹی کے اس پتلے کو پیدا کر رہے ہیں جو زمین پر جا کر فساد پھیلائے گا اور خون ریزیاں کرے گا اور ایک دوسرے کے گلے کاٹے گا، اور ہم آپ کی تسبیح وتقدیس کے لئے کافی ہیں۔

جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ (سورۃ البقرۃ، آیت: ۳۰) میں اس مخلوق کے بارے میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ میں جانتا ہوں کہ اس مخلوق کے اندر اگرچہ میں نے فساد کا مادہ بھی رکھا ہے، فساد پھیلانے کی بھی صلاحیت اس کے اندر موجود ہے، لیکن اس کے باوجود جب یہ مخلوق میرے حکم کی تعمیل کرے گی اور عبادت اور بندگی کرے گی تو یہ تم سے بھی آگے بڑھ جائے گی۔ کیونکہ تمہارے اندر میں نے فساد کا مادہ ہی نہیں رکھا، چنانچہ اگر تم گناہ کرنا بھی چاہو تو گناہ نہیں کر سکتے، نہ تم کو بھوک لگتی ہے، نہ تم کو پیاس لگتی ہے، نہ تمہارے دل میں جنسی اور نفسانی خواہشات پیدا ہوتے ہیں، تمہیں تو صرف اسی لئے پیدا کیا ہے کہ بس ''اللہ اللہ'' کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے رہو۔ لیکن اس انسان کو بھوک بھی لگے گی، پیاس بھی لگے گی، جنسی خواہشات بھی پیدا ہوں گے اور جب میں اس مخلوق سے یہ کہہ دوں گا کہ مت کھانا، جب میں اس سے کہہ دوں گا مت پینا تو اس حکم کے نتیجے میں انسان سارا دن اس طرح گزار دے گا کہ اندر سے پیاس لگ رہی ہوگی، فرج میں ٹھنڈا پانی موجود ہوگا، کمرے میں دوسرا کوئی انسان دیکھنے والا نہیں ہوگا، لیکن اس کے باوجود صرف میرے ڈر سے اور میری عظمت کے خیال سے اور میرے حکم کی اطاعت میں یہ اپنے ہونٹوں کو خشک کئے ہوئے ہوگا۔ اس صفت کی وجہ سے یہ انسان تم سے ابھی آگے بڑھ جائے گا۔

بہرحال! عید الفطر کے دن جب مسلمان عیدگاہ میں جمع ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہی فرشتوں کے سامنے جنہوں نے اعتراض کیا تھا، فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اے میرے فرشتو! یہ ہیں میرے بندے جو عبادت میں لگے ہوئے ہیں، اور بتاؤ کہ جو مزدور اپنا کام پورا کر لے اس کو کیا صلہ ملنا چاہئے؟ جواب میں فرشتے فرماتے ہیں کہ جو مزدور اپنا کام پورا کر لے، اسکا صلہ یہ ہے کہ اس کو اس کی پوری پوری مزدوری دے دی جائے، اس میں کوئی کمی نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ پھر فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ یہ میرے بندے ہیں، میں نے رمضان کے مہینے میں ان کے ذمے ایک کام لگایا تھا کہ روزہ رکھیں اور میری خاطر کھانا پینا چھوڑ دیں اور اپنی خواہشات کو چھوڑ دیں۔

آج انہوں نے یہ فریضہ پورا کر لیا، اور اب یہ اس میدان کے اندر جمع ہوئے ہیں، اور مجھ سے دعا مانگنے کے لئے آئے ہیں، اپنی مرادیں مانگ رہے ہیں، میں اپنی عزت وجلال کی قسم کھاتا ہوں، اپنے علو مکان کی قسم کھاتا ہوں کہ آج میں سب کی دعائیں قبول کروں گا اور میں ان کے گناہوں کی مغفرت کروں گا اور ان کی برائیوں کو بھی نیکیوں میں تبدیل کر دوں گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب روزہ دار عیدگاہ سے واپس جاتے ہیں تو اس حالت میں جاتے ہیں کہ ان کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے۔

یہ کوئی معمولی انعام نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ پورے مجمع کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز کے لئے اس بات کو سنت قرار دیا کہ مسلمان بڑی سے بڑی تعداد میں کھلے میدان میں جمع ہوں اور مجمع کثیر ہو، کیونکہ مجمع جب بڑا ہوگا تو اس مجمع میں نہ جانے کس اللہ کے بندے کی برکت سے اللہ تعالیٰ پورے مجمع پر فضل فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ کی شانِ رحیمی تو ایسی ہے کہ اگرچہ انعام کے مستحق تو چند افراد ہوتے ہیں، جنہوں نے صحیح معنی میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کی تھی، لیکن جب اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو اپنی رحمت سے نوازتے ہیں تو مجھ جیسے ناکارہ بھی اگر وہاں موجود ہوں تو اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ ان چند افراد کی تو مغفرت کر دوں اور باقی لوگوں کی نہ کروں، یہ میری رحمت سے بعید ہے، لہٰذا سب کو اپنے فضل وکرم سے نواز دیتے ہیں۔ لہٰذا یہ عید کا دن جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا اور اس دن میں عید کی نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی، یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے، یہ زندگی کے اندر انقلاب لانے والا واقعہ ہے، ہے، اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان شاء اللہ سب کی مغفرت فرما دی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہی امید رکھنی چاہئے، ہمارے دلوں میں یہ جو خیالات آتے ہیں کہ ہم نے بیشک عبادت تو کر لی؛ لیکن اس عبادت کا حق تو ادا نہ ہو سکا، کیا ہمارے روزے، کیا ہماری نمازیں، کیا ہماری تلاوت، کیا ہمارا ذکر وتسبیح، نہ اس میں خشوع وخضوع ہے، نہ اس میں آداب کی رعایت ہے، نہ اس میں شرائط پوری ہیں، لہٰذا ان عبادات کے نتیجے میں کیسے یہ امید باندھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان عبادت کو قبول کر کے ہماری مغفرت فرما دی ہوگی۔ اپنے اعمال کے ذریعہ تو امید نہیں باندھنی چاہئے، کیونکہ ہمارے اعمال تو اس لائق ہی نہیں ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے قابل ہوں، ان کے شایان شان ہوں، ہاں، ان کی رحمت سے ضرور امید بندھیں، ان کے فضل وکرم سے امید باندھیں، بیشک یہ اعمال ہماری نسبت سے کھوٹی پونجی ہے؛ لیکن ان کی رحمت سے امید ہے کہ ان ٹوٹے پھوٹے اعمال کو بھی قبول فرما لیں گے۔ جب انہوں نے یہ کہہ دیا کہ میں تمہاری برائیوں کو بھی اچھائیوں سے تبدیل کر دوں گا، یعنی یہ اعمال جو تم ہماری بارگاہ میں پیش کر رہے ہو، اس میں بہت سی خامیاں ہیں اور بہت سی برائیاں ہیں، لیکن جب تم میری خاطر یہاں آئے ہو تو میں تمہاری برائیوں کو بھی اچھائیوں سے بدل دوں گا، لہٰذا ہر مومن کو یہ امید رکھنی چاہئے کہ اس رمضان میں میری مغفرت ہو گئی؛ اس لئے کہ جب انہوں نے مغفرت کا وعدہ کیا ہے تو ضرور کر دی ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص عمل کئے بغیر اللہ تعالیٰ سے امیدیں باندھ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرما دیں گے اور مجھے جنت میں داخل کر دیں گے، ایسا شخص اپنے آپ کو دھوکہ دے رہا ہے اور جو رحمت سے امید باندھو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر بھروسہ کرو، عمل کئے بغیر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امیدیں باندھنا اس لئے غلط ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرما دیا ہے کہ میری رحمت اسی شخص پر متوجہ ہوتی ہے، جو عمل کرتا ہے، اگر کوئی شخص عمل ہی کچھ نہیں کرتا؛ بلکہ غفلت میں وقت گزار رہا ہے تو ایسے شخص کو یہ جان لینا چاہیے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے، اسی طرح شدید العقاب بھی ہے؛ اس لئے جو شخص عمل کئے بغیر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امیدیں باندھ رہا ہے وہ درحقیقت اپنے کو دھوکہ دے رہا ہے۔ لیکن اگر کسی شخص نے عمل کر لیا اور قدم آگے بڑھا دیا، لیکن اس میں نقص اور کوتاہیاں رہ گئیں، تو چونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے قدم بڑھایا تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرما دیتے ہیں اور اس کی کوتاہیوں کو درگزر فرما کر ان کو حسنات سے بدل دیتے ہیں۔ لہٰذا عمل بھی کرتے رہو اور بھروسہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر کرو۔ یہی معاملہ ہمارا ہے، نہ ہمارے روزے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لائق ہیں، نہ تراویح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لائق ہیں، نہ تلاوت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لائق ہے؛ لیکن اگر ان کی رحمت پر نظر کریں تو وہ یہ فرما رہے ہیں کہ میں تمہاری برائیوں کو بھی حسنات سے بدل دوں گا، اس لئے امید یہ رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو پورا فرمایا ہے اور ہماری مغفرت فرما دی ہے۔ اور مغفرت کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے باطن میں گناہوں کا جو میل کچیل تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو دھو کر صاف کر دیا، اب تم سب سفید صاف ستھرے دھلے ہوئے کپڑے کے مانند ہو، اب صاف کپڑے کی حفاظت کرنا، کیونکہ کپڑا جتنا سفید صاف اور دھلا ہوگا، اتنا ہی اس پر دھبہ برا معلوم ہوگا اور اگر کپڑا پہلے سے میلا ہے، اس پر داغ دھبے لگے ہوئے ہیں، اس پر ایک داغ اور لگ جائے تو پتہ بھی نہیں چلے گا، لہٰذا جب اللہ تعالیٰ نے آج عید کے دن ہمیں اور آپ کو دھو کر صاف اور اجلا کر دیا تو اب ہمارا کام یہ ہے کہ اس کپڑے کی حفاظت کریں اور اب گناہ کا دھبہ نہ لگے، اب اس پر معصیت اور نافرمانی کا داغ نہ لگے اور اس فکر میں نہ رہو کہ اگر داغ لگ بھی گئے تو اگلے رمضان میں دوبارہ دھل جائیں گے، کس کو معلوم ہے کہ اگلا رمضان نصیب ہو یا نہ ہو، کس کو معلوم ہے کہ آئندہ گناہ سے توبہ کی توفیق ملے گی یا نہیں، لہٰذا آئندہ آنے والی زندگی میں گناہ کے دھبہ سے بچنے کی پوری کوشش کرو۔

آج کا دن ہمارے اور آپ کے لئے الحمد للہ خوشی کا دن بھی ہے، فرحت کا دن بھی ہے، اور اللہ کی رحمت سے مغفرت کی امید رکھنے کا دن بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس فریضہ کی ادائیگی کی توفیق بھی عطا فرمائے اور آئندہ زندگی کو گناہوں سے، معصیتوں سے اور نافرمانیوں سے بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خواتین کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنِ سلوک

مولانا محمد موسیٰ خان ندوی

انسانی زندگی میں مرد وعورت ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عورت کے بغیر مرد کی زندگی اور مرد کے بغیر عورت کی زندگی ادھوری ہے؛ یہی وجہ ہے کہ شادی کے بندھن میں بندھنے کے بعد مرد وعورت کا باہم میل جول ہوتا ہے تو زندگی کی تکمیل ہوتی ہے؛ یہی مفہوم بعض احادیث میں بھی پایا جاتا ہے؛ چنانچہ ارشادِ رسولؐ ہے: ’’شادی کے بعد والی زندگی کے تکمیلی جزء اور بقیہ حصہ میں خدا سے ڈرو‘‘ زمانۂ قدیم میں مرد آدمی کا وجود تو مسلم تھا؛ البتہ عورت کا وجود، اس کی حیثیت اور اس کا مقام و مرتبہ انسانوں کی نگاہوں سے اُوجھل ہو چکا تھا، لوگ اس کو انسانی مخلوق اور مرد آدمی کے برابر سمجھنے کے لئے بالکل تیار نہ تھے، وہ بدی کا محور، فساد کی جڑ اور انتہائی پست ترین مخلوق سمجھی جاتی تھی، عام لوگ تو دور کی بات، یہود ونصاریٰ جو اپنے مذہب کو آسمانی مذہب کہہ کر ناز کرتے تھے، ان کا بھی یہی حال تھا کہ عورت کو برائی کا سرچشمہ اور ذلت ورسوائی کا مجموعہ سمجھتے تھے؛ چنانچہ یہود کی معتبر ترین انسائیکلو پیڈیا میں ہے کہ شوہر اس کا مالک وآقا ہے اور وہ اس کی مملوکہ ہے (تفسیر ماجدی) عورت سے متعلق مسیحی نقطۂ نظر کو بیان کرتے ہوئے مسٹر لیکی نے تاریخ اخلاق یوروپ میں لکھا ہے کہ عقیدہ یہ تھا کہ ’’عورت جہنم کا دروازہ ہے اور تمام افاتِ بشریٰ کا باعث ہے؛ اسے اپنے کو ذلیل سمجھتے رہنے کے لئے یہی وجہ کافی ہے کہ وہ عورت ہے‘‘ (بحوالہ سابق: 124/3) تقریباً پوری دنیا کی یہی صورت حال تھی۔

مشرکین عرب جو اسلام کے اول مخاطب ہیں ان کا بھی یہی حال تھا کہ ان کے یہاں عورت باعثِ رسوائی تھی، اس لیے اسے زندہ دفن کر دیتے تھے، قرآن مجید نے جاہلیت والے معاشرہ کی ایک جھلک پیش کرتے ہوئے کہا کہ ’’جب کسی کو لڑکی کی پیدائش کی خوشخبری دی جاتی تو اس کا چہرہ فق ہو جاتا اور وہ غصہ میں بھر جاتا (النحل: 58) عرب کی تاریخ بتلاتی ہے کہ عورت جانور کی طرح ایک جائیداد تھی کہ وارث کے گزر جانے کے بعد ورثاء کے درمیان میراث کے ساتھ تقسیم ہو جاتی تھی اور شوہر کے مرجانے کے بعد اس کے بھائیوں اور سوتیلے بیٹوں کی ملکیت میں چلی جاتی اور اس کو انکار کی تو کیا، چون وچرا کی بھی گنجائش نہ تھی، خود ہندو بھی عورت کے معاملہ میں دوسروں سے کچھ پیچھے نہ تھے؛ یہاں بھی عورت پر بہت ظلم وستم ڈھایا گیا چنانچہ یہاں ستی کی قدیم رسم (جس میں شوہر کے مرنے کے بعد عورت کو بھی اس کے ساتھ زندہ جلا دیا جاتا ہے) اس کی ایک نظیر ہے، اسلام نے عورت کو اس کا کھویا ہوا جو مقام دیا ہے اس کے نتیجہ میں خود ہندوؤں کا بڑا طبقہ اس کی مخالفت کے لئے کمربستہ ہو گیا؛ مگر اس کے باوجود ابھی بھی اکا دکا سہی، ستی کے واقعات (بعض شمالی ہند کے علاقوں میں) ضرور رونما ہو جاتے ہیں۔

ہزاروں درود وسلام ہو اس آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی آمد سے دنیا کو نئی زندگی ملی، دنیا کے اس خزاں رسیدہ اور اُجڑے ہوئے چمن میں بہار آ گئی، آپؐ بحیثیت رحمۃ للعالمین دنیا میں آمد کے بعد دنیا کا ہر ذرہ آپؐ کے بحرِ رحمت سے فیض یاب ہوا اور کوئی محروم نہ رہا، خیر اور بھلائی کے آپؐ نے دریا بہا دیئے اور بہت ساری برائیوں اور بدسلوکیوں کے خلاف سب سے پہلے آپؐ ہی نے آواز اٹھائی اور عورت کو مرد کی طرح ایک انسان بتلایا، عورت کی عظمتِ رفتہ کو بحال کیا؛ گویا اس پر صدیوں سے پڑے طوق وسلاسل کے بندھنوں کو توڑ دیا، قرآن مجید نے توریت وانجیل کے حوالہ سے آپؐ کے کارناموں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ: ’’وہ (رسول اللہؐ) ان پر سے بوجھ اور قیدیں جو ان پر اب تک تھیں اُتار دیں گے‘‘ (الاعراف: 157) آیتِ مذکورہ میں مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں بوجھ اور قیدیں سے مراد پچھلے آسمانی مذہب کے منسوخ شدہ احکام ہیں، جن میں بڑی مشقت تھی؛ لیکن اس عمومی مفہوم کے تحت غلط قسم کے اور جاہلی رسوم ورواج کے بندھن اور ظالمانہ رواج ودستور بھی داخل ہے‘‘ (تفسیر ماجدی: 232/2)

ظاہر ہے اس دورِ جاہلیت میں ہونے والے مظالم بھی شامل ہو سکتے ہیں، حضورؐ پر نازل کردہ آخری مقدس صحیفۂ آسمانی قرآن مجید میں اعداد وشمار کے مطابق 114 سورتیں ہیں، جن میں سے ایک تو عورتوں کے لئے مختص لفظ ’’النساء‘‘ سے موسوم سورت ہے اور دوسری، سورت تاریخ کی معروف ترین خاتون حضرت ’’مریم‘‘ سے موسوم ہے؛ اسی طرح کئی ایک موقعوں پر عورتوں کے واقعات اور ان سے متعلق مختلف احکام بیان کیے گئے ہیں، مثلاً اٹھائیسویں پارہ میں سورۂ طلاق ہے، جس میں طلاق، عورت کے نان ونفقہ اور رضاعت (عورت کا بچہ کو دودھ پلانے) سے متعلق تقریباً پندرہ احکام ومسائل بیان کئے گئے ہیں، ایسے ہی حضرت مریم کی پیدائش کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے کہا گیا کہ: وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ بِمَا وَضَعَتۡ وَ لَیۡسَ الذَّکَرُ کَالۡاُنۡثٰی (آل عمران: 36) ’’اور اللہ کو خوب معلوم ہے کہ امرۃِ عمران نے کیا جنم دیا ہے؟ اور لڑکا لڑکی کے برابر نہیں ہو سکتا‘‘ یعنی حضرت مریم کی والدہ نے بیت المقدس کی خدمت اور دیکھ بھال کے لئے لڑکے کی پیدائش کی جو منت مانی تھی وہ عظیم الشان کارنامہ منشائے الٰہی میں لڑکی ہی سے ممکن تھا، لڑکے سے نہیں، یہ بات ایسے موقع پر کہی جا رہی ہے جب کہ عورت کا معاشرہ میں کوئی مقام نہیں تھا، قرآن مجید کے ذریعہ حضورؐ نے عورت کے مقام ومرتبہ کو بلند کیا، جو اس وقت کے حالات کے اعتبار سے دھماکہ سے کچھ کم نہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ جو حسن سلوک کا معاملہ کیا اس میں بنیادی چیز مساوات ہے، حقوق کے اعتبار سے مرد اور عورت کے درمیان دورِ جاہلیت میں کافی امتیاز پایا جاتا تھا، آپؐ نے اس فرق کو مٹا دیا اور انسانیت کو یہ باور کرایا کہ جسمانی ساخت اور تخلیقی نزاکتوں کی وجہ سے مرد وعورت میں ضرور فرق ہے، جس کی وجہ سے مردوں کو عورتوں پر حاکم بنایا گیا ہے؛ مگر حقوق کی ادائیگی اور اس کے مطالبہ کا حق رکھنے کے اعتبار سے وہ مرد سے کچھ کم نہیں ہے، آپؐ نے قرآن کی آیات کی روشنی میں عورت کے بارے میں مساوات کا درس دیا، قرآن کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائیں کہ مرد وعورت ایک ہی جان آدم علیہ السلام سے پیدا ہوئے ہیں (النساء: 1) مردوں کے ذمہ عورتوں کے حق ایسے ہی لازم ہیں جیسے عورتوں کے ذمہ مردوں کے حقوق لازم ہیں (البقرہ) نہ عورت مرد کا مذاق اُڑائے اور نہ مرد عورت کا (الحجرات: 11) اللہ تعالیٰ کسی کا عمل ضائع نہیں کرتے، نہ مرد کا اور نہ عورت کا، تم آپس میں ایک دوسرے کا جز ہو (آل عمران: 195) ماں باپ اور دیگر رشتہ داروں کے مالِ میراث میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی حق اور حصہ ہے (النساء: 7) ایک دفعہ امہات المؤمنین حضورؐ کے پاس یہ پوچھنے گئیں کہ یا رسول اللہ! قرآن مجید میں ہم دیکھتے ہیں کہ احکام وغیرہ کے سلسلہ میں صرف مردوں ہی کو خطاب کیا گیا ہے، ہم عورتوں کے لیے علاحدہ خطاب نہیں ہے، ام المؤمنین حضرت امّ سلمہؓ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت جرأت مندی سے سوالات کیا کرتی تھیں، شرماتی نہ تھیں؛ انہوں نے کیا کہ اے اللہ کے رسول! اس سے ہمیں یہ خدشہ لگا رہتا ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کے یہاں ہمارے اعمال قابلِ رد تو نہیں ہیں، جس کی وجہ سے ہم سے براہِ راست خطاب نہیں ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت سنجیدگی اور اطمینان کے ساتھ ان سب کی باتوں کو سماعت کیا، ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا، بس یہ سن ہی رہے تھے کہ سورۂ احزاب کی آیت اِنَّ الۡمُسۡلِمِیۡنَ وَ الۡمُسۡلِمَاتِ وَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنَاتِ (الاحزاب: 35) نازل ہوئی، جس میں تقریباً دس صفات پر جنت میں عزت کی روزی اور مغفرت کا وعدہ کیا گیا ہے اور مذکورہ صفات کے بیان میں مردوں اور عورتوں کے لیے علاحدہ علاحدہ صیغے لائے گئے۔

مساواتی تعلیم کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو صرف مردوں کی طرح جینے کا ہی حق نہیں دیا؛ بلکہ اس کو قدر ومنزلت عطا کی اور عزت واحترام سے نوازا، حضرت انسؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تمہاری دنیا کی دو چیزیں ہمیں محبوب ہیں، ایک عورت، دوسرے خوشبو (اصح السیر: 565) بحیثیتِ بیوی اس کے حقوق کی ادائیگی اور اس کو بے جا تکلیف پہنچانے اور سزا دینے سے اجتناب کے سلسلہ میں شوہروں کو تاکید کر کے اس کے مقام کو بلند کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تم میں سے کوئی شخص اپنی بیویوں کو اس طرح نہ مارے جس طرح گدھوں کو مارا جاتا ہے اور پھر دن کے آخری حصہ میں اسی سے مجامعت کی جائے‘‘ (بخاری: حدیث نمبر: 4850) اور بحیثیتِ ماں اس کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے ہوئے فرمایا کہ: ’’ماؤں کے قدموں تلے جنت ہے‘‘ اسی طرح ایک دفعہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر سوال کیا کہ میرے حسن سلوک کا اولین حقدار کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری ماں! اس طرح اس نے تین مرتبہ سوال کیا اور تینوں مرتبہ ’’ماں‘‘ کے ہی بارے میں فرمایا، چوتھی مرتبہ ’’والد‘‘ کا ذکر کیا (مسلم: 4621) اگرچہ حقیقی ماں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی گزارنے کا زیادہ موقع نہ ملا، بالکل ابتدائی عمر میں وہ انتقال کر گئیں؛ مگر اپنی رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے والہانہ محبت اور ادب واحترام کا معامہ فرمایا؛ چنانچہ ایک بار حضرت حلیمہ سعدیہؓ ملنے کے لئے آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کی طرح میری ماں، میری ماں کہہ کر اُن سے لپٹ گئے (اخلاقِ رسول اکرمؐ: 47) یہ ایک تقدیری فیصلہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن شعور میں ماں کو نہیں پایا؛ لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک رضاعی ماں کے ساتھ اس قدر محبت وعقیدت اور تعظیم کا اظہار کرتے ہوں اگر وہ حقیقی ماں کو سنِ شعور میں پاتے تو احترام وتعظیم کا کیا عالم ہوتا۔

۲۹؍رمضان کو چاند دیکھنے کا اہتمام کریں

چاند دیکھنے کا اہتمام کرنا ہمارا دینی فریضہ ہے، کیوں کہ اس پر ہماری بہت ساری دینی عبادات کی بنیاد ہے۔ اس کے باوجود عام طور پر لوگ چاند دیکھنے کا اہتمام نہیں کرتے اور جو لوگ دیکھتے ہیں وہ بروقت شہادت نہیں دیتے، جس کی وجہ سے چاند کے اعلان میں تاخیر ہوتی ہے، اس پر قابو پانے کیلئے ممکنہ حد تک چاند دیکھنے کے نظام کو زیادہ سے زیادہ فعال، مربوط و مستحکم اور بہتر بنانے کیلئے بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے مختلف شہروں، قصبوں اور علاقوں میں امارت شرعیہ کی طرف سے ۸۳؍مقامات پر دارالقضاء اور اس کے ذیلی دفاتر اور ہزاروں بستیوں میں اس کی تنظیمیں قائم ہیں، وہاں نقباء متعین ہیں جو چاند دیکھنے کے بعد اس کی شہادت لینے کا انتظام کرتے ہیں۔ اسلئے تمام مسلمانوں سے گذارش کی جاتی ہے کہ ۲۹؍رمضان ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۱؍اپریل ۲۰۲۳ء روز جمعہ کو چاند دیکھنے کا خصوصی اہتمام کریں، مقامی ذمہ دار، ہلال کمیٹی اور علماء وقضاۃ کے پاس حاضر ہو کر بلا تاخیر شہادت دیں اور مقامی ذمہ دار حصول شہادت کے بعد اپنے فیصلہ کی تحریری اطلاع واٹس ایپ، ای میل اور فون کے ذریعہ بھی مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو جلد از جلد دیں۔ مرکزی دفتر امارت شرعیہ میں درج ذیل نمبرات پر رابطہ قائم کریں۔

612-2555351/2555014/2555668/7488538606/9431878184/
7903621729/9471867660/9430002303

ای میل آئی ڈی darulquaza.imarat@gmail.com

محمد انظار عالم قاسمی

قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

اخبارِ جہاں

محمد عادل فریدی

تعلیم و روزگار

سوڈان میں سول حکمرانی کے معاہدے پر دستخط ملتوی

سوڈانی حکام نے ایک بار پھر ایک سویلین حکومت کے قیام کے معاہدے پر دستخط کو ملتوی کر دیا کیونکہ مذاکرات میں شامل فریقین فوج کی تنظیم نو کے حوالے سے کسی اتفاق رائے پر پہنچنے میں ناکام رہے۔ اکتوبر 2021 کی فوجی بغاوت کے بعد ملک میں انتخابات کرانے کے حوالے سے ابتدائی بات چیت گزشتہ برس کے اواخر میں ہوئی تھی۔ اس کا مقصد کسی ایسے معاہدے تک پہنچنا تھا جس سے ملک کو دوبارہ سویلین ٹریک پر لایا جاسکے۔ بغاوت کے بعد ملک میں احتجاجی مظاہروں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوگیا۔ دہائیوں سے جاری پابندیوں کی وجہ سے ملک کی معیشت جو پہلے ہی ابتر تھی، بغاوت، کورونا وائرس کی وبا اور یوکرین میں جاری جنگ کے بعد مزید ابتر ہوگئی ہے۔ اس معاہدے پر یکم اپریل کو دستخط ہونا تھے۔ بعد میں اس کی تاریخ جمعرات تک موخر کردی گئی تھی۔ لیکن اب سوڈانی حکام نے اسے ایک بار پھر ملتوی کر دیا اور دستخط کے لیے کسی نئی تاریخ کا کوئی اعلان نہیں کیا ہے۔ دوسری طرف ایک طاقتور سویلین گروپ، فورسز آف فریڈم اینڈ چینج کولیشن نے جمعرات 6 اپریل کو احتجاجی مظاہرے کی اپیل کی۔ خیال رہے کہ 6 اپریل سوڈان میں دو اہم واقعات کی علامت ہے۔ اسی روز سن 1985 اور 2019 میں دو بغاوتیں ہوئی تھیں جن میں بالترتیب دو صدور جعفر نمیری اور عمر البشیر کو معزول کردیا گیا تھا۔

آر ایس ایف جنجاوید ملیشیا سے ابھری ہے، جسے اکیسویں صدی کے اوائل میں مغربی دارفور خطے میں بشیر نے اپنی کارروائیوں کے ذریعہ گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیا تھا۔ اس ملیشیا پر دارفور کے غیر عرب باغیوں کے خلاف جنگی جرائم میں ملوث ہونے کے الزامات ہیں۔ تاہم عمر البشیر کی 2019 میں اقتدار سے برطرفی کی وجہ سے آر ایس ایف کو ختم نہیں کیا جاسکا۔ اس کے رہنما داگلو کو بشیر کے بعد سوڈان کی سب سے طاقتور شخصیات میں سے ایک سمجھا جاتا ہے۔

مسجد الاقصیٰ سے ساڑھے تین سو سے زائد فلسطینی گرفتار

اسرائیلی پولیس نے بدھ کو علی الصبح مسجد الاقصیٰ کے احاطے میں جھڑپوں کے بعد ساڑھے تین سو سے زائد فلسطینیوں کو حراست میں لے لیا۔ اسرائیلی پولیس نے ان گرفتاریوں کی تصدیق بھی کر دی ہے۔ اپنے ایک بیان میں اسرائیلی پولیس کے ایک ترجمان نے کہا کہ ساڑھے تین سو سے زائد گرفتار شدگان پر تشدد انداز سے راستہ روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔ پولیس کے مطابق یہ افراد یروشلم کے قدیمی حصے میں مسجد الاقصیٰ کے اندر موجود تھے۔ بدھ کی صبح اسرائیلی پولیس مسجد الاقصیٰ میں داخل ہوگئی جہاں موجود نمازیوں کے ساتھ اس کی جھڑپیں شروع ہوگئیں پولیس کے مطابق یہ کارروائی غزہ پٹی اور مغربی کنارے کے علاقے میں پولیس کے ساتھ جھڑپوں کا ردعمل تھی۔ مسلمانوں کے مقدس مہینے رمضان اور یہودی مذہبی تہوار پاس اوور سے قبل اس واقعے کے بعد خدشات ہیں کہ فریقین کے درمیان پہلے سے موجود کشیدگی مزید شدت اختیار کرسکتی ہے۔ دو ہزار اکیس میں مسجد الاقصیٰ میں ہونے والی ایسی ہی جھڑپوں کے بعد اسرائیل اور غزہ کے درمیان دس روزہ جنگ ہوئی تھی۔ دوسری جانب اسرائیل کی جانب کم از کم نو راکٹ داغے گئے، جس کے بعد اسرائیل نے غزہ پر فضائی حملے کیے۔ اسرائیلی بیان میں کہا گیا ہے کہ ان فضائی حملوں میں حماس کے ایک تربیتی مرکز کو نشانہ بنایا گیا۔ گزشتہ شب ہونے والی اسرائیلی فضائی کارروائی میں ایک دھماکا اتنا شدید تھا کہ غزہ پٹی کے پورے علاقے میں سنا گیا۔ عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ اسرائیلی ٹینکوں نے بھی غزہ اور اسرائیل کے درمیان سرحدی باڑ کے قریب حماس کی پوزیشنوں کو نشانہ بنایا ہے۔ ادھر مسجد الاقصیٰ میں جھڑپوں کے بعد فلسطینی ہلال احمر کے مطابق بارہ فلسطینیوں کو ربر کی گولیاں لگنے سے زخمی ہونے پر طبی امداد دی گئی جب کہ اس تنظیم نے الزام عائد کیا ہے کہ اسرائیلی فورسز طبی عملے کو متاثرہ علاقے میں جانے سے روک رہی ہیں۔

اعلان تعطیل

قارئین کرام! نقیب کا یہ شمارہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ نقیب کا شمارہ نمبر ۱۵ ہے، رمضان المبارک کا یہ آخری شمارہ ہے چونکہ امارت شرعیہ میں ۱۷/رمضان المبارک سے ۹/شوال تک عام تعطیل رہتی ہے اس لئے دفتر نقیب بھی بند رہے گا، لہٰذا نقیب کا آئندہ شمارہ ۱۰ شوال المکرّم ۱۴۴۴ھ کو منظر عام پر آئیگا، قارئین نقیب کو عید الفطر کی پیشگی مبارکباد۔ (منیجر نقیب)

عید الفطر کی نماز کا طریقہ

نماز عید ان لوگوں پر واجب ہے جن پر نماز جمعہ واجب ہے، عید کی نماز دو رکعت ہے، یہ نماز اگر چہ باجماعت ہے مگر اس کیلئے نہ اذان ہے نہ اقامت، اس نماز میں چھ زائد تکبیریں واجب ہیں، یعنی ہر رکعت میں تین تکبیریں، پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد تین زائد تکبیریں کہی جائیں، تکبیر زائد کہنے کا طریقہ یہ ہے کہ ثناء کے بعد اللہ اکبر کی آواز کے ساتھ دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھالیا جائے پھر سیدھے چھوڑ دیا جائے اور تین بار سبحان اللہ کہنے کے برابر سکوت کیا جائے یعنی جلدی جلدی تکبیریں نہ کہی جائیں، جب تینوں تکبیریں ختم ہو جائیں تو ہاتھ باندھ کر سورۂ فاتحہ وسورہ بلند آواز سے پڑھی جائے اور رکوع وسجود کے بعد جب دوسری رکعت میں کھڑے ہوں تو حسب قاعدہ سورۂ فاتحہ وسورہ پڑھی جائے، جب قرأت ختم ہو جائے تو رکوع سے پہلے تین زائد تکبیریں کہی جائیں اور ہر مرتبہ ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیا جائے، اس کے بعد چوتھی تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں اور نماز پوری ہونے کے بعد امام خطبہ دیں اور مقتدی سنیں، واضح رہے کہ مقتدی کے لئے امام کے خطبہ کو سننا واجب ہے۔

اتراکھنڈ: بچوں کی کتاب میں 'امی' اور 'ابو' پڑھانے پر تنازعہ

اتراکھنڈ میں دوسری جماعت کے بچوں کو ''امی'' اور ''ابو'' پڑھانے پر ایک نئی بحث شروع ہوگئی ہے۔ یہاں ایک طالب علم کے والد نے بچوں کے لیے انگریزی کی نصابی کتاب میں ماں باپ کے لیے 'امی' اور 'ابو' کے الفاظ استعمال کرنے پر اعتراض کرتے ہوئے دہرادون کے ڈی ایم (ضلع مجسٹریٹ) سے شکایت کی ہے۔ طالب علم کے والد منیش متل کا کہنا ہے کہ اپنی انگریزی کی نصابی کتاب میں یہ الفاظ پڑھنے کے بعد ان کے بیٹے نے انہیں 'ابو' اور اپنی ماں کو ''امی'' کہنا شروع کر دیا ہے۔

منیش نے کہا ''جب میں نے اپنے بچے سے پوچھا کہ وہ ایسا کیوں کر رہا ہے تو معلوم ہوا کہ بچے کی انگریزی کتاب میں ایک نظم ہے ''ٹو بگ ٹو اسمال''۔ جس میں شانو اپنی ماں کو امّی اور والد کو ابو کہہ کر مخاطب کرتی ہے۔ آخر میں ابو اور امّی کے معنی بھی بیان کیے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انگریزی کتاب میں ایسے الفاظ کا استعمال شرارتی ہے اور یہ ان کے مذہبی عقیدے پر حملہ ہے۔ انہوں نے ڈی ایم سونیکا سے مطالبہ کیا ہے کہ ان الفاظ کے بجائے انگریزی کے فادر اور مدر کا استعمال کیا جائے۔ ڈی ایم سونیکا نے کہا کہ کچھ عرصہ قبل ایک طالب علم کے والد کی طرف سے اس سلسلے میں شکایت موصول ہوئی تھی۔ میں نے معاملہ چیف ایجوکیشن آفیسر کو بھیج دیا ہے۔ ضلع مجسٹریٹ نے چیف ایجوکیشن آفیسر کو ایک ہفتہ کے اندر انکوائری رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت دی ہے۔ اس معاملے میں ایک اہلکار نے بتایا کہ یہ الفاظ کتاب میں بنائی گئی تصویر میں استعمال کیے گئے ہیں، جس میں متن کا مرکزی کردار عامر اپنے والد کو 'ابو' اور ماں کو 'امی' کہہ کر مخاطب کر رہا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ حیدرآباد کے پبلشر کی طرف سے شائع کردہ یہ کتاب برسوں سے آئی سی ایس ای بورڈ کے مطالعاتی مواد کا حصہ ہے، جس کی ہزاروں کاپیاں موجود ہیں۔

مرکزی حکومت کے ذریعہ نئی خارجہ تجارتی پالیسی جاری، 760 سے 770 بلین ڈالر کی برآمدات کا اندازہ

مرکزی وزیر برائے کامرس وصنعت پیوش گویل نے جمعہ کے روز خارجہ تجارتی پالیسی 2023 کا اجراء کیا۔ یہ نئی خارجہ تجارتی پالیسی یکم اپریل سے نافذ ہوجائے گا۔ اس دوران حکومت نے بتایا کہ جی ڈی پی کی شرح ترقی 7 فیصد رہنے والی ہے۔ مرکزی وزیر نے نئی خارجہ تجارتی پالیسی جاری کرنے کے بعد یہ بھی اندازہ ظاہر کیا کہ اس مالی سال 760 سے 770 بلین ڈالر تک برآمدات ہوسکتی ہیں۔ گزشتہ مالی سال یعنی 23-2022 میں 25 بلین ڈالر کی برآمدات ہوئی تھی اور حکومت کا مقصد ہے کہ 2023 تک برآمدات دو ٹریلین ڈالر سے زیادہ تک پہنچ جائے۔ مرکزی حکومت کے ذریعہ جو نئی خارجہ تجارتی پالیسی (ایف ٹی پی) جاری کی گئی ہے، اس کے مطابق ایف ٹی پی کو انسینٹیو رجیم سے رمیشن رجیم کی طرف لے کر جانے کی کوشش کی گئی ہے۔ نئی پالیسی میں ایم ایس ایم ای کے لیے درخواست فیس کو 50 سے 60 فیصد کم کیا گیا ہے اور برآمدات کو منظوری کے لیے تھریشولڈ کو بھی کم کیا گیا ہے۔ سب سے خاص بات یہ ہے کہ ہندوستانی روپے میں بین الاقوامی تجارت کو فروغ دیا جائے گا۔ خاص طور سے ان ممالک سے جو ڈالر کی کمی یا پھر معاشی بحران سے نبرد آزما رہے ہیں۔ نئی خارجہ تجارتی پالیسی میں ٹی ای ای (39 ٹاؤنس آف ایسکپورٹ ایکسلنس) میں 4 نئے شہروں کو جوڑا گیا ہے۔ ان میں فریدآباد، مرادآباد، مرزاپور اور وارانسی شامل ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ پالیسی آئندہ پانچ سال کے لیے ہوگی۔ ڈی جی ایف ٹی سنتوش سارنگی کا کہنا ہے کہ اس پالیسی کے ذریعہ برآمدات کو فروغ ملے گا۔ علاوہ ازیں او ڈی او پی کے لیے خصوصی انتظام کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ ای کامرس، نئے ایکسپورٹ ہب تیار کیے جائیں گے۔ مقابلہ جاتی اور کوالیٹی ایکسپورٹ پروموشن کے لیے انسنٹیو بھی دینے کا التزام کیا گیا ہے۔ الگ سے ایکسپورٹ پروموشن کونسل کی تشکیل دی جائے گی اور اس کے علاوہ ایس ای زیڈ کو اَپگریڈ اور موڈیفائی کر 'دیش' (ڈی ای ایس ایچ: ڈیولپمنٹ آف انٹرپرائز اینڈ سروس ہب) بنایا جائے گا۔

آئی او ایس کے شاہ ولی اللہ ایوارڈ سال 2023 کیلئے نام تجویز کرنے کی اپیل

معروف تھنک ٹھیک ادارہ انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹریز نے 1999 میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی یاد میں شاہ ولی الترا جع ارڈ کا سلسلہ شروع کیا تھا جس کے تحت سلامی اقدار کے فروغ وارتقا میں شاہ صاحب کی خدمات جلیلہ کی یادوں کو شاداب اور قلب ونظر کو منور رکھنے کی غرض سے انسٹی میوٹ آف آبجیکٹیو اسٹریز نے سماجیات، ادبیات، قانون اور اسلامیات کے میدانوں میں پھر ہائے نمایاں انجام دینے والے ممتاز علماء و دانشوران کی قدر افزائی کیلئے شاہ ولی الشرائع ارڈ سے سرفراز کیا جاتا ہے، ایک لاکھ روپے کا اعزازیہ ایک سپاس نامہ، مومینٹو اور ایک شال پر مشتمل یہ ایوارڈ ہر سال کسی منتخب عالم دین یا رانشور کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

اعلان داخلہ

مولانا منت اللہ رحمانی میموریل ٹیکنیکل انسٹی چیوٹ (ITI) ایف سی آئی روڈ، پھلواری شریف پٹنہ میں دوسالہ ٹریڈ سیشن ۲۵+۲۳ سال 2023 میں داخلہ کے لئے میٹرک پاس خواہشمند طلبہ حسب ذیل نمبرات پر رابطہ کر سکتے ہیں: (۱) الیکٹرونکس (۲) فیٹر (۳) ڈرافٹسمین سول (۴) الیکٹریشین (۵) ریفریجریشن اینڈ ایئر کنڈیشن (۶) پلمبر (ایک سال)

رابطہ کے لئے نمبرات :

8825126782,9835012335,9304924575

سہیل احمد ندوی

سکریٹری

امارت شرعیہ فساد متاثرین کو انصاف دلانے کے لیے پرعزم

امارت شرعیہ کا اعلیٰ سطحی وفد فساد زدہ بہار شریف اور سہسرام پھونچا، متاثرین اور انتظامیہ سے مل کر حالات کا جائزہ لیا

امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی ہدایت پر نائب امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی کی قیادت میں امارت شرعیہ کا ایک اعلیٰ سطحی وفد فساد زدہ بہار شریف پہونچا، اس وفد میں امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب، رکن ارباب حل وعقد اور صغریٰ وقف اسٹیٹ کے سابق متولی جناب ایس ایم شرف صاحب، دارالقضاء امارت شرعیہ بہار شریف کے قاضی شریعت مولانا منصور عالم قاسمی شریک اور مولانا محمد عادل فریدی شریک تھے۔ مذکورہ وفد نے شرپسندوں کے ہاتھوں پوری طرح تباہ شدہ مدرسہ عزیزیہ کی قدیم لائبریری کا معاینہ کیا، اس کے علاوہ شاہی مسجد مرار پور کے احاطہ میں جلی ہوئی دکانوں اور گاڑیوں کو بھی دیکھا، سٹی ہوٹل، صغریٰ کالج اور کئی دکانوں کا معاینہ کیا جنہیں شرپسندوں نے نذر آتش کر دیا تھا۔ وفد نے مقامی لوگوں سے مل کر واقعہ کی تفصیلات معلوم کی اور انہیں انصاف دلانے کی یقین دہانی کرائی۔ شاہی مسجد مرار پور کے امام وخطیب مولانا محمد شہاب الدین صاحب، نائب امام وموذن مولانا نوشاد عالم، مدرسہ عزیزیہ کے پرنسپل مولانا شاکر قاسمی صاحب نے ارکان وفد کو واقعہ کی پوری تفصیل بتائی اور جہاں جہاں شرپسندوں نے آگ لگائی تھی ان جگہوں کو دکھایا۔ انہوں نے بتایا کہ لائبریری میں پانچ ہزار سے زائد نادر اور قیمتی کتابیں موجود تھیں، اس کے علاوہ مدرسہ کا ایک سو سال سے زیادہ کا ریکارڈ موجود تھا، طلبہ وطالبات کے امتحان کی کاپیاں، رجسٹر، اسناد اور دیگر قیمتی کاغذات واہم دستاویزات وغیرہ موجود تھے جو سب کے سب جل کر راکھ ہو گئے۔ جس طرح ہلاکو خان کی فوج نے بغداد کی لائبریریوں کو جلا کر راکھ کر دیا تھا اسی طرح ان شرپسندوں نے مدرسہ عزیزیہ کی قدیم لائبریری کو نذر آتش کر کے ظلم وبربریت کی وہی تاریخ دہرادی۔ وفد نے انہیں تسلی دینے کے ساتھ ساتھ یقین دہانی کرائی کہ سرکار سے اس لائبریری کو دوبارہ بنوانے کی کوشش کی جائے گی۔ جو مخطوطات جل گئے وہ تو اب واپس نہیں آسکتے لیکن ایک شاندار اور قیمتی کتابوں سے مزین لائبریری بنوانے کی جدوجہد امارت شرعیہ ضرور کرے گی۔ وفد نے سٹی ہوٹل کے مالک سلطان صاحب سے بھی ملاقات کی اور ان کے ہوٹل کا بھی معاینہ کیا جس کو شرپسندوں نے نذر آتش کر دیا تھا، اس کے علاوہ بریانی پلازا، ڈرائی فروٹ اسٹور، ریڈی میڈ شاپ بہرو ٹائر ریپئرنگ ورکشاپ، جنرل اسٹور، بیڑی دکان، چنو ڈرائی فروٹ، سمیع ڈرائی فروٹ، اور دیگر دکانوں کے مالکان سے مل کر ان کو ہوئے نقصانات کی تفصیل معلوم کی اور انہیں انصاف دلانے اور سرکار سے معاوضہ دلانے کی یقین دہانی کرائی۔ اس کے علاوہ ایڈووکیٹ سرفراز ملک صاحب سے مل کر ان کے گھر کو ہوئے نقصان کی تفصیل بھی معلوم کی۔ خیال رہے کہ سرفراز ملک صاحب کے گھر پر شرپسندوں نے پٹرول بم سے حملہ کیا تھا، لیکن کسی طرح آگ پر قابو پا لیا گیا۔

اس وفد نے نالندہ کے ڈی ایم ششانک شوبھنکر، ایس پی اشوک مشرا اور ڈی ایس پی محمد شبلی نعمانی صاحب سے مل کر پولیس کی کارروائی سے متعلق تفصیلات معلوم کیں اور اپنے مطالبات وخدشات ان کے سامنے رکھے۔ ڈی ایم نے بتایا کہ انتظامیہ کی طرف سے حالات پر کنٹرول کی پوری کوشش کی جارہی ہے، لگاتار فلیگ مارچ کیا جارہا ہے، امن مارچ بھی نکالا جارہا ہے، انہوں نے بتایا کہ نقصانات اور زخمیوں کا بھی جائزہ لیا جارہا ہے، اس کے مطابق انہیں معاوضہ دلایا جائے گا، مدرسہ عزیزیہ جس کی لائبریری تباہ ہوئی ہے، اس کے بارے میں ڈی ایم نے بتایا کہ سرکار کے وقف ڈیولپمنٹ اسکیم کے تحت نئے سرے سے اچھے ڈیزائین کے ساتھ اس سے بھی عظیم الشان لائبریری اور مدرسہ کی عمارت بنوائی جائے گی، اور سرکار کی جانب سے متولی سے مشورہ کر کے کتابیں بھی فراہم کی جائیں گی۔ ڈی ایم اور ایس پی نے یہ بھی وعدہ کیا کہ آئندہ سالوں سے اس روٹ سے جلوس کی اجازت نہیں دی جائے گی بلکہ یہ کوشش کی جائے گی کہ لوگ اپنے اپنے محلّہ میں ہی جلوس نکالیں۔ انہوں نے بتایا کہ جن لوگوں نے پرمیشن لی تھی انہوں نے صرف دو ہزار کی پرمیشن لی تھی، لیکن کئی گنا زیادہ بھیڑ اکٹھا کر لی اور پرمیشن کی خلاف ورزی کی، ان پر بھی مقدمہ درج کیا گیا ہے اور کارروائی کی جائے گی۔ انہوں نے بتایا کہ اب تک ایک سو تیں لوگوں کی گرفتاری ہو گئی ہے، ڈی ایس پی محمد شبلی صاحب نے بتایا کہ مختلف جگہوں سے سی سی ٹی وی فوٹیج حاصل کیے جارہے ہیں، ان کی مدد سے مجرموں کو شناخت کر کے سخت قانونی کارروائی کی جائے گی۔ ڈی ایم اور ایس پی صاحب نے یہ بھی بتایا کہ اب تک پندرہ سے زیادہ ایف آئی آر کی جاچکی ہیں۔ وفد نے ان سے کہا کہ خبر ملی ہے کہ ایف آئی آر نہیں لی جارہی ہے، اس پر انہوں نے بتایا کہ مین ایف آئی آر میں سبھی کو شامل کر لیا گیا ہے، ویسے اگر نامزد ایف آئی آر کوئی الگ سے کرانا چاہے تو اس کو بھی درج کیا جائے گا۔ ایس پی صاحب نے تسلیم کیا کہ پولیس سے اس معاملہ میں لاپرواہی اور چوک ہوئی ہے، لیکن انہوں نے وعدہ کیا کہ مظلوموں کو پوری طرح انصاف ملے گا اور قصورواروں کو بخشا نہیں جائے گا۔ مقامی حضرات میں سے جن لوگوں نے وفد کو تفصیلات سے آگاہ کیا ان میں جناب مسرور ملک، شمیم اختر صاحب، ایڈووکیٹ محمد نسیخ الزماں، انجینئر حافظ محمد شاہد انجم، انو بھائی، مولانا مزمل صاحب، مولانا عمران صاحب، جناب سلطان صاحب وغیرہ شامل تھے۔ جبکہ انجینئر حافظ محمد شاہد انجم اور ایڈووکیٹ نسیخ الزماں وفد کے ساتھ انتظامیہ سے ملاقات میں بھی شریک رہے۔ اس کے علاوہ ایک وفد قاضی شریعت دارالقضاء ڈہری اون سون مولانا احسان الحق قاسمی صاحب کی قیادت میں سہسرام کے فساد متاثرین سے بھی ملا اور وہاں کے حالات کا جائزہ لیا۔ ان کی رپورٹ کی روشنی میں امارت شرعیہ نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ مجرموں کو سزا دی جائے اور مظلوموں کو انصاف دلایا جائے۔ نیز جن لوگوں کا نقصان ہوا ہے انہیں جلد از جلد ان کے نقصان کے حساب سے معاوضہ دیا جائے۔

حج 2023 کے لئے پہلی قسط 12/اپریل تک جمع کریں

بہار ریاستی حج کمیٹی نے اپنے خصوصی پریس اعلانیہ کے ذریعہ مطلع کیا ہے کہ حج کمیٹی آف انڈیا کے سرکولر نمبر 9 مورخہ 04.04.2023 کے ذریعہ موصولہ اطلاع کے مطابق حج رقم کی پہلی قسط جمع کرنے کی تاریخ میں 12.04.2023 تک توسیع کر دی گئی ہے۔ حج رقم کی پہلی قسط فی کس -/81800 روپئے حج کمیٹی آف انڈیا کی ویب سائٹ http:hajcommittee.in پر آن لائن یا پے ان سلپ کے ذریعہ اسٹیٹ بینک آف انڈیا یا یونین بینک آف انڈیا کے کور بینکنگ کی سہولت والے کسی بھی شاخ میں جمع کر سکتے ہیں۔ رقم جمع کرنے کے بعد جمع کی گئی رقم کی کاپی اور میڈیکل فٹنیس کی کاپی ڈاک، میل یا واٹس ایپ کے ذریعہ بہار ریاستی حج کمیٹی پٹنہ کے دفتر میں بھیج سکتے ہیں۔ میل یا واٹس ایپ کے ذریعہ جمع کی گئی رقم کی رسید بھیجنے والے عازمین کو اصل کاپی حج بھون پٹنہ میں منعقد ہونے والی حج تربیتی کیمپ میں جمع کرانا ہوگا۔ میڈیکل فٹنس کی کاپی کے ساتھ دیگر کوئی بھی رپورٹ کی کاپی منسلک نہیں کرنا ہے۔ پریس میں بتایا گیا کہ ان سلپ اور میڈیکل فٹنس کا فارم حج کمیٹی آف انڈیا کے ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ بینک ریفرنس نمبر معلوم کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ کور نمبر سے پہلے 2023 لگانا ہے اور کور نمبر کے عدد کا پہلا نمبر لکھنا ہے۔ مثلاً اگر کسی کا کور نمبر BRF-100-2-0 ہے تو ان کا بینک ریفرنس نمبر 2023BRF100 ہوگا۔ پہلی قسط فی کس -/81800 روپئے آن لائن یا پے ان سلپ کے ذریعہ جمع کرنے کے بعد جمع کی گئی رقم کی رسید اور میڈیکل سرٹیفکیٹ بہار ریاستی حج کمیٹی، حج بھون پٹنہ کے دفتر میں جمع کرادیں۔ میڈیکل سرٹیفکیٹ حج کمیٹی آف انڈیا کی ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کیا جاسکتا ہے۔ مقررہ آخری تاریخ تک پہلی رقم جمع نہیں کرنے کی صورت میں خواہشمند عازمین حج کا رجسٹریشن منسوخ ہوسکتا ہے۔ کسی بھی دشواری کے لئے حج کمیٹی کے دفتر کے فون نمبر 0612-2203315 یا ای میل biharstatehajcommittee@gamil.com اور موبائل نمبر 9308102375, 9693638579, 8271463343, 7070810696, 7488279439, 9709647585, 9939210696 پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

امارت شرعیہ میں مرحومین کے لئے دعائے مغفرت وایصال ثواب

نہایت ہی دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ خبر دی جارہی ہے کہ ۹/اور ۱۰/رمضان کے شب وروز میں امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے تین ایسے مخلص اصحاب نے داغ مفارقت دے دی جس کا صدمہ عرصہ تک قائم رہے گا، ان میں جناب محمد عرفان صاحب (رہتاس) انچارج وپرنسپل امارت انسٹی ٹیوٹ آف کمپیوٹر اینڈ الیکٹرونکس، جناب مولانا عبدالباری صاحب نائب قاضی شریعت دارالقضاء سیوان کے والد محترم جناب مولانا عبدالغفور رحمانی صاحب (گڈا) اور دفتر نظامت کے رفیق کار جناب مولانا محمد نصیرالدین مظاہری صاحب (نوادہ) کی والدہ محترمہ کے سانحات ارتحال پیش آئے، حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ العالی امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ نے ان تینوں اشخاص پر گہرے رنج وصدمہ کا اظہار کیا، حضرت مدظلہ نے فرمایا جانے والے چلے جاتے ہیں، مگر اپنی یادیں چھوڑ جاتے ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں مقام کریم عطا فرمائے، ان مرحومین کی دعاء مغفرت کے لئے امارت شرعیہ میں ایک تعزیتی نشست حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی صدارت میں منعقد ہوئی، جس میں حضرت نائب شریعت نے ان مرحومین کی دینی وملی خصوصیات کا تذکرہ کیا، یہ وہ اصحاب تھے جنہوں نے دین وملت کا بڑا کارنامہ انجام دیا، اللہ تعالیٰ ان سب کی خدمات کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے، قاضی شریعت مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب قائم مقام ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ نے اپنی تعزیتی گفتگو میں فرمایا کہ مولانا عبدالغفور رحمانی صاحب اور جناب بھائی محمد عرفان صاحب کی ملی خدمات برسوں یاد رکھے جائیں گی، مولانا نصیرالدین صاحب کی والدہ بہت ہی نیک طبیعت، متبع سنت خاتون تھیں، بلاشبہ ان سبھوں کے وصال سے ہم لوگ مخلص اور متواضع شخصیتوں سے محروم ہو گئے، واضح ہو کہ ان مرحومین کی جنازہ کی نماز میں شرکت کے لئے حضرت امیر شریعت صاحب مدظلہ کی ہدایت کے مطابق مختلف ذمہ دار اصحاب، مرحومین کے آبائی وطن تشریف لے گئے، قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نوادہ، مولانا قاضی محمد سہیل اختر قاسمی صاحب گڈا، مولانا عبداللہ انس قاسمی اور مولانا عادل فریدی صاحب رہتاس جاکر مرحومین کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے اور اہل خانہ سے تعزیت کی۔ اس تعزیتی نشست میں مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی نائب قاضی شریعت، مولانا رضوان احمد ندوی معاون مدیر ہفت روزہ نقیب، جناب مولانا ابوالکلام قاسمی شمسی صاحب، جناب ڈاکٹر خالد انور ایم ایل سی صاحب، مولانا ارشد رحمانی صاحب، مولانا ابوالکلام صاحب، مولانا محمد مرسل صاحب، مولانا خورشید انور قاسمی صاحب قاضی شریعت بھاگلپور کے علاوہ دیگر کارکنان امارت شرعیہ اور شہر پٹنہ کے چند ممتاز دانشور اصحاب بھی شریک رہے اور اجتماعی طور پر ان مرحومین کے لئے حضرت نائب امیر شریعت صاحب نے مغفرت اور بلندی درجات کی دعاء کی، قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

حضیر احمد خاں کے انتقال سے حاجی پور بڑی اہم شخصیت سے محروم: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

حاجی پور کی مشہور شخصیت، جماعت اسلامی حاجی پور کے سرگرم رکن۔ حاجی پور وقف کمیٹی کے سابق ذمہ دار، ملی کاموں میں دلچسپی لینے اور تعاون کرنے والی بڑی اہم شخصیت جناب حضیر احمد خان کا آج 31 مارچ مطابق 8 رمضان کو جمعہ کی نماز کے قبل حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال ہو گیا۔ اطلاع کے مطابق جمعہ کی نماز کے لیے وضو کرتے ہوئے ان پر دل کا دورہ پڑا۔ اور راہی آخرت ہو گیے۔ انکے والد کا انتقال بھی مسجد میں نماز پڑھتے ہویے سجدہ کی حالت میں ہوا تھا۔ ان کے صاحب زادہ سعودی سے آرہے ہیں۔ انکے پہونچنے کی ترتیب کے اعتبار سے جنازہ کی نماز کا اعلان ہوگا۔ یہ اطلاع دیتے ہوئے امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے نایب ناظم مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے فرمایا کہ حاجی پور آج ایک اہم شخصیت سے محروم ہو گیا۔ ان کی کمی برسوں محسوس کی جاتی رہے گی۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ ان کے انتقال سے مجھے ذاتی صدمہ پہنچا ہے۔ مختلف موقعوں سے ہم لوگوں نے ساتھ مل کر کام کیا۔

2024کی گھیرا بندی

مشرف شمسی

حکمراں جماعت بی جے پی حزب اختلاف کی وجود کو ختم کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتی نظر آ رہی ہے۔ایسے میں حزب اختلاف اپنے وجود کو بنائے رکھنے کے لئے کرو یا مرو کی حالت میں پہنچ گئی ہے۔کانگریس کے رہنماء راہل گاندھی نے حزب اختلاف کو سڑک کا راستہ بتا دیا ہے۔راہل گاندھی کے ساڑھے تین ہزار کیلو میٹر پیدل چلنے سے نہ صرف راہل گاندھی کی شخصیت میں نکھار آیا ہے، بلکہ راہل کے اتنے لمبے سفر سے کانگریس میں ایک نئی جان آ چکی ہے۔کانگریس بھلے ہی شمال مشرق کی تین ریاستوں کی اسمبلی انتخابات میں حسب توقع نتیجہ نہیں دے پائی لیکن راہل گاندھی تنہا پارلیمنٹ کے باہر مودی اور شاہ کی آرمی پر بھاری پڑتے نظر آ رہے ہیں۔نوئیڈا کی پوری میڈیا اور ہندی اخبارات مودی جی کے ساتھ ہونے کے باوجود راہل گاندھی جس طرح سے سرکار پر حملہ آور ہیں اور وزیر اعظم مودی کو ٹارگیٹ کر رہے ہیں اسکی وجہ سے حزب اختلاف کی دوسری پارٹیوں میں بھی جانچ ایجنسیوں اور مودی کے خلاف آواز اٹھانے کی ہمت آ گئی ہے۔راہل گاندھی تنہا رہنماء ہیں جو صرف مودی سرکار کو نشانہ نہیں بنا رہے ہیں بلکہ یکساں طور پر اُنکے نشانے پر آر ایس ایس بھی ہے۔لندن میں راہل نے جب آر ایس ایس کا موازنہ مسلم برادر ہوڈ سے کر دیا تو پوری بی جے پی راہل گاندھی کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئی ہے اور لوک سبھا میں سرکار کے چار وزراء راہل گاندھی سے معافی کا مطالبہ کرنے لگے۔راہل گاندھی نے لوک سبھا کے اسپیکر سے کہا کہ اُن کے اوپر سرکار کے چار وزراء نے الزام لگایا ہے تو اُنہیں اُن کے جواب دینے کی اجازت دی جائے۔لیکن اب تک پارلیمنٹ میں راہل گاندھی کو بولنے نہیں دیا گیا ہے۔دراصل مودی سرکار اور بذات خود وزیر اعظم مودی اڈانی معاملے میں پوری طرح سے گھِر چکے ہیں اور اس معاملے سے نکلنے کا مودی جی کو راستہ نہیں مل رہا ہے۔اب تک مودی جی جہاں پھنستے تھے عدالت سے اپنے لیے کلین چٹ لے آتے تھے لیکن اڈانی معاملے میں سپریم کورٹ بھی مودی جی کے ساتھ چلنے کے لئے تیار نہیں ہے۔نتیجہ جب سے ہنڈن برگ رپورٹ آئی ہے مودی جی ایک طرح سے روپوش ہو گئے ہیں۔پارلیمنٹ میں بھی شاید ہی نظر آتے ہیں۔

مودی اڈانی بھائی بھائی کے نعرے پارلیمنٹ اور پارلیمنٹ کے باہر گونج رہے ہیں۔پہلی بار یہ ہو رہا ہے کہ حکمران جماعت پارلیمنٹ چلنے نہیں دے رہی ہے۔پارلیمنٹ میں جب شور شرابہ ہوتا ہے اس وقت مائک بند کر دیا جاتا ہے۔مودی سرکار کے نو سال کی حکومت میں پہلی بار حکمران جماعت پوری طرح بیک فٹ پر ہے اور حزب اختلاف کے اوپر جانچ ایجنسیوں کے مسلسل چھاپے کے باوجود اُنکے حوصلے بلند ہیں۔

عام آدمی پارٹی، راشٹریہ جنتا دل اور کے سی آر کی پارٹی کھل کر مودی سرکار سے لوہا لے رہی ہے۔دوسری جانب مہاراشٹر میں مہاوکاس اگاڑی جس میں کانگریس، راشٹروادی کانگریس اور ادھوٹھاکرے کی سینا شامل ہیں 2024 کے لوک سبھا چناؤ میں کون سی پارٹی کتنی سیٹوں پر چناؤ لڑیگی اس کا فیصلہ کر چکی ہے۔حالانکہ ممتا بنرجی، کیجریوال، بیجو جنتا دل، کے سی آر اور اکھلیش یادو بنا کانگریس کے بی جے پی کے خلاف محاذ بنانا چاہتے ہیں۔جو ایک طرح سے صحیح بھی ہے۔ممتا بنرجی اگر Congress اور بایاں بازو کی جماعتوں کے ساتھ مغربی بنگال میں چناؤ لڑتی ہیں تو بی جے پی حزب اختلاف کی واحد پارٹی ریاست کی ہوگی جسے گزشتہ لوک سبھا چناؤ کے مقابلے زیادہ سیٹیں مل سکتی ہیں۔ہاں ممتا بنرجی شمالی مشرقی ریاستوں میں کانگریس اور بایاں بازو کی پارٹیوں کے ووٹ کاٹنے کے لئے اپنے امیدوار کھڑے نہ کریں۔دلّی اور پنجاب میں عام آدمی پارٹی کے ساتھ ٹیکنیکل اتحاد ضروری ہے تاکہ عام آدمی پارٹی دوسری ریاستوں میں اپنے امیدوار کھڑے کرکے کانگریس کو نقصان نہیں پہنچائیں۔یہی حال اُتر پردیش میں اکھلیش یادو کے ساتھ کانگریس کو اپنی سمجھداری بنانا ہوگا۔حزب اختلاف کو یہ سمجھ آ چکا ہے کہ 2024 میں پھر سے بی جے پی آ گئی تو کسی کا وجود باقی نہیں رہیگا۔اسلئے گزشتہ دنوں دلّی میں سینئر رہنماء شرد پوار کے گھر حزب اختلاف کے رہنماؤں کی ملاقات ہوئی ہے اور ای وی ایم سے کیسے نپٹا جائے اس پر لمبی بات چیت ہوئی ہے۔

راہل گاندھی جس طرح سے بے خوف ہو کر مودی کے سامنے کھڑے ہو گئے ہیں۔اب ہر ایک حزب اختلاف کے رہنماء مودی سرکار سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے تقریبًا تیار نظر آ رہے ہیں۔حالات مودی سرکار اور بی جے پی کے لئے برعکس ہے۔دیکھنا ہے کہ کس طرح سے مودی سرکار بغیر جانچ ایجنسیوں کے پلٹ وار کر پاتی ہے۔2024 کا بگُل بج چکا ہے۔حزب اختلاف کو نہ صرف بی جے پی کی گھیرا بندی کرنی ہے بلکہ بی جے پی کی ہر ایک حرکت کا جواب بھی دینا ہوگا کیونکہ بی جے پی چناؤ جیتنے کے لئے کسی بھی حد تک پہونچ سکتی ہے۔

کیا تاریخ پھر اپنے آپ کو دہرائے گی؟

پروفیسر عتیق احمد فاروقی

آج جو ملک کے حالات ہیں وہ جون ۱۹۷۵ء میں اندرا گاندھی کی ایمرجنسی کی یاد دلا رہے ہیں۔اندرا گاندھی نے ایمرجنسی کا اعلان کیا تھا۔آج کسی ایمرجنسی کا اعلان وزیر اعظم نریندر مودی نے تو نہیں کیا ہے، لیکن عملی طور پر عوام کے بنیادی حقوق خصوصاً اظہار خیال کی آزادی کو پوری طرح سے ختم کر دیا گیا ہے۔کچھ مبصرین کا خیال ہے کہ آج ملک میں غیر اعلانیہ ایمرجنسی نافذ کر دی گئی ہے۔اس کی سب سے اعلیٰ مثال گزشتہ چند دنوں میں جو کچھ راہل گاندھی کے ساتھ پیش آیا اس میں دیکھی جاسکتی ہے۔راہل گاندھی کا قصور یہ تھا کہ انہوں نے گوتم اڈانی کی واضح بدعنوانی اور نریندر مودی کے ساتھ ان کے تعلقات پر سوال اُٹھایا تھا۔اُن کا دوسرا قصور بقول ایک بی جے پی ترجمان یہ تھا کہ انہوں نے برطانیہ میں جا کر ہندوستان کی جمہوریت کی تنقید کی تھی۔اس کیلئے بی جے پی نے اُن سے معافی مانگنے کا مطالبہ کیا تھا جسے راہل گاندھی نے سختی سے انکار کر دیا تھا۔انہوں نے ایوان کے صدر سے اس سلسلے میں بولنے کی اجازت مانگی جو نہیں ملی۔

پارلیمان کی تاریخ میں ایسا پہلی بار ہوا ہے جب حکمراں جماعت نے کسی ممبر کے بولنے پر پارلیمان چلنے نہیں دیا۔علاوہ ازیں پارلیمان کی کارروائی کا اگر گہرائی سے جائزہ لیا جائے تو پتہ چلے گا کہ پارلیمان کی تاریخ میں پہلی بار دونوں ایوان کے صدور نے، جن سے غیر جانبداری کی توقع کی جاتی ہے، حکمراں جماعت کے ترجمان کا کردار نبھایا۔

راہل گاندھی کی لوک سبھا کی رکنیت ختم ہونے کے پس منظر کا اگر جائزہ لیا جائے تو پتہ چلے گا کہ سب کچھ سوچی سمجھی سازش کے تحت ہوا ہے۔کہانی اس طرح چلتی ہے۔راہل گاندھی نے چند سال قبل کرناٹک کے ایک اجتماع میں کہا تھا کہ مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ بدعنوانی میں ملوث سارے لوگوں کے نام میں سرنیم مودی کیوں لکھا ہوتا ہے؟ دراصل ان کا اشارہ نیرو مودی، للت مودی اور نریندر مودی کی طرف تھا۔راہل گاندھی کے اس تبصرے پر گجرات اسمبلی کے ایک بی جے پی رکن نے جن کا بھی سرنیم مودی تھا، اُن کے خلاف ہتک عزت کا ایک مقدمہ سی جے ایم کی عدالت میں دائر کر دیا۔دلچسپ بات یہ ہے کہ شکایت کنندہ نے جب محسوس کیا کہ اس وقت کا سی جے ایم اُس کیلئے مددگار ثابت نہیں ہوگا تو اُس نے اپنے مقدمہ کا اسٹے لے لیا اور اسٹے مل بھی گیا۔بعد میں جب سی جے ایم تبدیل ہو گئے تو اسٹے ویکیٹ کرا کے اُس نے اپنا مقدمہ دوبارہ شروع کرایا اور اس جج نے فیصلہ اس کے حق میں دیا۔شکایت کنندہ کا موقف یہ تھا کہ راہل گاندھی نے مودی فرقہ کی تذلیل کی۔حقیقت یہ ہے کہ مودی کوئی ذات یا فرقہ نہیں ہے، یہ ایک پیشہ ہے جسے تیلی کہا جاتا ہے۔حیرت یہ ہے کہ بی جے پی صدر جے پی نڈا اور ان کی پوری پارٹی کا موقف بھی یہی ہے اور اس جھوٹ کا سہارا لے کر وہ کہتے ہیں کہ راہل گاندھی نے پورے او بی سی کی بے عزتی کی۔اب دیکھنا ہے کانگریس عوام کے بیچ جا کر اس جھوٹ کا پردہ فاش کر پاتی ہے یا نہیں؟

اس ایشو کے قانونی پہلو کا اگر جائزہ لیا جائے تو چند دلچسپ باتوں کا انکشاف ہوگا۔مودی سرنیم والے تبصرے کے معاملات میں سورت کی مبینہ عدالت نے دو سال کی سزا سنائی۔بعد ازاں لوک سبھا کے سکریٹریٹ نے وائناڈ سے کانگریس کے رکن پارلیمان راہل گاندھی کی رکنیت منسوخ کر دی، جس عجلت سے لوک سبھا نے یہ کام کیا ہے وہ بھی دلچسپ ہے۔دراصل سی جے ایم کی عدالت نے راہل گاندھی کی سزا کو ایک ماہ کیلئے بڑی عدالت میں اپیل کیلئے معطل کر دی ہے۔اگر لوک سبھا چاہتی تو بڑی عدالت کا فیصلہ آنے تک ان کی رکنیت منسوخ نہ کرتی۔لوک سبھا نے دراصل ماضی میں اس سلسلے میں عدالت عظمیٰ کے کچھ فیصلوں کا فائدہ اُٹھا کر ان کی رکنیت ختم کر دی۔دراصل سورت کی عدالت نے مسٹر گاندھی کو ہتک عزت کے مقدمے میں مجرم قرار دیتے ہوئے دو سال قید کی سزا سنائی تھی اور ساتھ میں پندرہ ہزار روپئے کا جرمانہ بھی عائد کیا تھا۔عوامی نمائندگی ایکٹ ۱۹۵۱ء کے سیکشن آٹھ (تین) کے تحت جب کسی رکن پارلیمان کو کسی معاملے میں دو سال کی قید کی سزا سنائی جاتی ہے تو وہ رکنیت سے محروم ہو جاتا ہے اور سزا پوری کرنے کے بعد انہیں انتخابات میں حصہ لینے کیلئے بھی چھ سال کیلئے نا اہل قرار دیا جاسکتا ہے۔اگر راہل گاندھی کو کسی عدالت سے راحت نہیں ملتی ہے تو وہ ۲۰۳۱ء تک کوئی بھی انتخاب نہیں لڑ سکیں گے۔

کچھ واقعات ایسے ہوتے ہیں جو بظاہر بہت خراب معلوم ہوتے ہیں لیکن اس میں اللہ کی مصلحت شامل ہوتی ہے۔مثال کے طور پر راہل گاندھی کی پارلیمان کی ممبر شپ منسوخی کا معاملہ کانگریس کیلئے مبارک اور نریندر مودی کیلئے زوال کا سبب بھی ثابت ہوسکتا ہے۔بظاہر سب سے بڑا فائدہ یہ دکھائی دے رہا ہے کہ کچھ مخالف پارٹیاں جو پہلے اپنے مفاد میں کانگریس سے ملنا نہیں چاہ رہی تھیں اب ان کے تیور بدل گئے ہیں اور اگر ان کے لیڈران کے بیانات پر نظر ڈالی جائے تو پتہ چلے گا کہ اب وہ ایک پلیٹ فارم پر آنے میں ہی اپنی بقا سمجھ رہے ہیں۔قریب سبھی مخالف پارٹیوں نے اپنے بیانات کے ذریعے راہل گاندھی کی حمایت کی ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ راہل گاندھی نے ۲۰۱۳ء میں اپنی ہی حکومت کے ذریعے لائے گئے ایک بل کو عوامی طور پر پھاڑ کر پھینک دیا تھا جس میں یہ تجویز تھی کہ اگر کسی رکن اسمبلی یا پارلیمان کو سزا ہو جاتی ہے تو فوری طور پر اس کی رکنیت منسوخ نہیں ہوگی بلکہ اس کو اپنی سزا کے خلاف اپیل کیلئے تین ماہ کی مہلت ہوگی۔بہر حال راہل گاندھی کی سخت مخالفت کے سبب یہ بل پاس نہیں ہوسکا۔وہ حالات کچھ اور تھے اور اسی کے مطابق راہل گاندھی کی سوچ رہی ہوگی۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس نوعیت کے تبصرے کیا ماضی میں ارباب اقتدار نے نہیں کئے ہیں؟ کہیں پر ایک خاص اقلیت کو نشانہ بنایا گیا، کہیں پر ان لیڈران کی اشتعال انگیزی کے سبب دہلی میں فساد بھڑک گیا اور تقریباً ۵۶/ بے قصوروں کی جان چلی گئی۔شاہین باغ تحریک کو ہندو مسلم رنگ دے کر فرقہ پرستی کو فروغ دیا گیا۔راہل گاندھی اور ان کے اہل خانہ کے خلاف سطحی تبصرے کئے گئے لیکن ان تمام معاملات میں کسی کو کوئی سزا نہیں ملی۔

بہر حال حکمراں جماعت کے آئی ٹی سل کی سرگرمی اور گودی میڈیا کی چاپلوسی کے باوجود اب عوام آہستہ آہستہ حقیقی صورت حال کو سمجھ رہے ہیں۔نہ تو ہندو توا خطرے میں ہے، نہ رام مندر کا کوئی مسئلہ ہے اور نہ ہندو مسلم منافرت فروغ دینے کی ضرورت ہے۔آج جو مسئلہ ہے اس کا تعلق اڈانی کی حرکتوں سے اور اربوں کی دولت لوٹ کر ملک سے فرار لٹیروں کے سبب جو ملک کو نقصان پہنچا ہے، اُس سے ہے۔علاوہ ازیں مہنگائی، بیروزگاری اور سماج کے کمزور طبقوں اور اقلیتوں پر مظالم اور ناانصافی دوسرے اہم مسائل ہیں اور آخر میں سب سے بڑا مسئلہ جمہوریت کی بقا کا ہے۔

ذہنی پسماندگی: انسانی مسائل کی ایک بڑی وجہ

علیزے نجف

پسماندگی اور غربت ایسا لفظ ہے جس سے کوئی انجان نہیں یہ لفظ اپنے اندر ایک عجب سا کرب رکھتا ہے کوئی بھی اس درد یا کرب سے گزرنا نہیں چاہتا اور اگر کوئی گردش وقت کی وجہ سے غربت کے دکھ جھیل رہا ہوتا ہے تو ایک طرف اس کی عزت نفس اور دوسری طرف اس کی ضروریات کے مابین ہمہ وقت ایک کشمکش جاری رہتی ہے جو اس کے سکون کو متاثر کرتی ہے۔ ہمارے یہاں غربت کے لفظ کو مادی وسائل کی کمی سے تعبیر کیا جاتا ہے جو کہ معروف اصطلاح کے طور زبان زد خاص و عام ہے۔ ہم میں سے بیشتر لوگ یہ نہیں جانتے کہ غربت کی کئی اقسام ہوتی ہیں ان میں سے ایک قسم ہے ذہنی غربت اس کے اثرات مالی غربت سے کہیں زیادہ گہرے ہوتے ہیں لیکن بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں اس حوالے سے کوئی بھی شعور اور آگاہی نہیں پائی جاتی اس کی وجہ سے زندگی بھر ہمارا سکون متاثر ہوتا رہتا ہے اور ہم اصل مسئلے سے غافل اس بے سکونی سے باہر نکلنے کے لئے اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہتے ہیں اور نا کام جدوجہد کرتے ہوئے دنیا سے چلے جاتے ہیں۔

ذہنی غربت کا لفظ سنتے ہی یہ سوال پیدا ہونا فطری ہے کہ ذہنی غربت کیا ہے اور یہ کس طرح انسانی ذہن کو متاثر کرتی ہے، ذہنی غربت ایسی ذہنی حالت کا نام ہے جس میں انسان کسی خاص فکر یا سوچ کا اسیر ہو کے رہ جاتا ہے وہ بار بار ایک ہی غلطی کرتا ہے لیکن پھر بھی اسے محسوس نہیں ہوتا کہ یہ اس کی ہی غلط فکر کا نتیجہ ہے وہ ظاہری حالات کو الزام دے کر اپنے آپ کو بری الزمہ کرتا رہتا ہے ایسے میں وہ لمحے بھر کو تو سکون حاصل کر لیتا ہے کہ یہ سب کچھ اس کی وجہ سے نہیں لیکن مسائل کے ہوتے ہوئے نتائج سے فرار بھلا کیسے ممکن ہے اس وجہ سے وہ مسلسل ذہنی سکون کھوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے رشتے، تعلقات، روزمرہ کے معمولات پہ بھی اس کے بدترین اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ذہنی غربت انسان کے اندر موجود پوٹینشیل کو زنگ لگا دیتا ہے اس کی فکری صلاحیتیں ایک محدود دائرے میں ہی متحرک ہوتی ہیں وہ اس مدار سے باہر نکل کر سوچنے اور غور وفکر کرنے کی صلاحیت سے محروم ہوتا ہے اسے ذہنی پسماندگی یا ذہنی غربت کا نام دیا جاتا ہے۔

کسی مفکر کا قول ہے کہ 'جیل کا قیدی ہونا اتنا برا نہیں ہوتا جتنا کہ سوچ کا قیدی ہونا ہوتا ہے' یہی قید ہمیں ذہنی پسماندگی کی طرف مائل کرتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں ذہنی پسماندگی کے بڑھتے تناسب کی سب سے بڑی وجہ جہالت ہے، جہالت سے یہاں میری مراد جذباتی و نفسیاتی صحت کے اصولوں سے ناواقفیت ہے ذہنی غربت ایک ایسی غربت ہے جو تمام مادی خواہشات کی تکمیل کے بعد بھی باقی رہتی ہے اور اندر ہی اندر آپ کے خیال اور سکون کو منتشر کرتی رہتی ہے۔ اکثر لوگوں کو آپ نے دیکھا ہوگا کہ کسی ایک رویے کے اتنی شدت کے ساتھ شکار ہو جاتے ہیں کہ وہ چاہتے نہ چاہتے ہوئے بھی اسے روک نہیں پاتے مثلاً انا، بغض، حسد، خود غرضی، غیر ذمے داری جیسے رویے انھیں اس طرح اپنا اسیر بنا لیتے ہیں کہ بہت کچھ کھونے کے بعد بھی اس پہ قائم رہتے ہیں یہ ایسے رویے ہیں جس کے شکار لاشعوری طور پہ اکثر اعلی تعلیم یافتہ لوگ بھی ہو جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ کبھی اپنے رویوں کا جائزہ لینے کی کوشش ہی نہیں کرتے لاشعوری طور پہ اپنائی گئی عادتیں ان کے شعور پہ اس طرح حاوی ہو جاتی ہیں کہ ان کے سوچنے و سمجھنے کی ساری صلاحیت مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے ماہرین اسی حالت کو ذہنی غربت سے تعبیر کرتے ہیں، مطلب یہ کہ انسان کا ذہن ایسی حالت میں چلا جائے جہاں پہ چشم کشا حقائق کو تسلیم کرنے سے زیادہ خود فریبی کو غلبہ حاصل ہو اور دوسرے لوگ اسے اس کا مزاج قرار دے کر اس کے ساتھ سمجھوتہ کرتے رہتے ہیں بیشک مفاہمت ایک اچھا عمل ہے لیکن یہ مفاہمت بیمار کے ساتھ ہونی چاہئے بیماری کے ساتھ نہیں، اس طرح کی غیر حقیقی مفاہمت اکثر اوقات ذہنی غربت کو بڑھاوا دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہے، ذہنی غربت کے شکار لوگ اکثر و بیشتر زندگی میں کوئی واضح مقصد رکھنے میں ناکام ہوتے ہیں کیوں کہ ان کی ذہنی کیفیت اس قدر متاثر ہو چکی ہوتی ہے کہ وہ چاہتے ہوئے بھی ایسا کرنے سے قاصر ہوتے ہیں، دوسروں کو الزام دے کر یا خیالی دنیا میں کھو کر اپنا غم غلط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ذہنی غربت کا ہی نتیجہ ہے کہ رشتوں کے حدود اور تقدس پامال ہو رہے ہیں ایک بے یقینی اور عدم تحفظ کا احساس ہے جو بڑھتا جا رہا ہے، ذہنی اضطراب، بے چینی، چڑچڑا پن اور غصہ عام کیفیت بن گئی ہے یاد رکھیں ذہنی غربت کے شکار افراد، کسی بوجھ سے کم نہیں ہوتے، بوجھ صرف پسماندگی اور بے بسی اور تھکن میں اضافہ کرتا ہے۔ ایسے میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ذہنی غربت کو کم یا ختم کیسے کیا جائے بیشک یہ وہ سوال ہے جس کے بارے میں ہر باشعور انسان کو سوچنے کی ضرورت ہے، ذہنی غربت یا کسی بھی مسئلے کو ختم کرنے کے لئے سب سے زیادہ ضروری عمل اس کی صحیح تشخیص ہے، تشخیص کا آغاز خود احتسابی کے ذریعے ہوتا ہے، ہم میں سے بیشتر انسان کسی خاص رویے کے گرد زیادہ جھکاؤ رکھتے ہیں جس کی وجہ سے معاملات عدم توازن کا شکار ہو جاتے ہیں اس لئے سب سے پہلے ہمیں اپنے ان رویوں کی فہرست تیار کرنی ہوگی جو کہ ہمیں بے قابو کر دیتے ہیں جس کو ہم لاشعوری طور پہ کر جاتے ہیں جن کے لئے ہمیں بعد میں شرمندہ ہونا پڑتا ہے یا پھر ہم سرکشی اور ہٹ دھرمی کی طرف نکل پڑتے ہیں ان رویوں کی تشخیص کے بعد اس مشکل سے نمٹنے کے لئے ماہرین کی تحقیقاتی آراء کی روشنی میں کچھ اصول متعین کرنے ہوں گے اور مستقل مزاجی کے ساتھ اس پہ عمل پیرا ہونے کی کوشش کرنی ہوگی یہ کوشش روزمرہ کی بنیاد پہ ہونی چاہئے تبھی اس مشکل سے باہر نکلنا ممکن ہو سکتا ہے، ایسی صورتحال میں ورزش کے اہتمام کرنے، تعلقات پہ کام کرنے، جسمانی غذا کے ساتھ روحانی غذا کا خیال رکھنے سے کافی آسانی ہوتی ہے۔ ہمارے یہاں المیہ کی صورت ایک رویہ یہ بھی پایا جاتا ہے کہ ہماری طبیعت میں جوشیلا پن غیر متوازن انداز میں شامل ہوتا ہے مثلاً یہ کہ ہم ہر چیز کے بارے میں جاننے کے لئے غیر معمولی طور پہ متجسس تو کرتے ہیں لیکن اس پہ عمل کرتے ہوئے بہت جلدی تھک جاتے ہیں اور اسے چھوڑ دیتے ہیں جس کی وجہ سے اکثر علم رکھتے ہوئے بھی لوگ ذہنی غربت سے باہر نہیں نکل پاتے، کیوں کہ محض انفارمیشن کے لئے حاصل کیا جانے والا علم ذہن پہ ایک بوجھ کی طرح ہوتا ہے جو بہت جلد انسان کو تھکا دیتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ محض انفارمیشن میں اضافہ نہ کیا جائے، بلکہ اسے برتنے کی بھی کوشش کی جائے۔

ذہنی پسماندگی سے نمٹنے کے لئے مسلسل سیکھتے رہنا معاون ثابت ہوتا ہے، ہمیشہ کچھ نہ کچھ مثبت جاننے کی جدوجہد کرتے رہیں نئی مہارتیں اور علم سیکھیں جو کہ زندگی کو بہتر بنانے میں معاون ہوں، کتابیں پڑھیں، ورکشاپ اور سیمینارز میں شرکت کریں تاکہ ماہرین کی جدید تحقیقات سے آشنا ہو سکیں سیکھتے ہوئے عملی سطح پہ اسے برتنے کی بھی جدوجہد کرتے رہیں۔ زندگی میں محض خواہشات کے پیچھے نہ بھاگیں بلکہ اس کے لئے واضح ہدف کا تعین بھی کریں تاکہ توانائی اور وقت صحیح جگہ پہ صرف ہو ہدف کے حصول کی کوششوں کے دوران برابر نتائج کا جائزہ بھی لیتے رہیں اور ضروری تبدیلیوں کے لئے بھی تیار رہیں، خیال رہے کہ اصولوں کے ساتھ اس کے نتائج بھی پیش نظر رہیں، جسمانی صحت کے ساتھ ساتھ نفسیاتی اور ذہنی صحت کا بھی خیال رکھیں، آپ کی ترقی کے لئے نفسیاتی و جسمانی صحت انتہائی ضروری ہے اسی کے مطابق غذا کا انتخاب کریں متوازن اور بھرپور غذائیت والی غذاؤں کے ساتھ بھرپور نیند بھی لیں اور صحیح فکر اور مثبت سوچ کو خصوصی توجہ دیں کیوں کہ سوچ ہی ہر عمل کی اساس ہوتی ہے، ذہنی پسماندگی کو کم کرنے میں صحتمند اقدار کے حامل رشتے ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں، اس لئے اپنے سے وابستہ ہر رشتے کی قدر کرتے ہوئے ان سے جڑے تقاضوں کو خوشدلی سے نبھائیں اپنے احساسات و جذبات شیئر کرنے میں ذرا بھی تامل نہ کریں رشتے انسان کی بنیادی ضرورتوں میں شامل ہیں ان سے کٹ کر انسان ذہنی و جذباتی طور پہ نا آسودہ رہتا ہے یہ نا آسودگی ذہنی سکون کو بری طرح متاثر کرتی ہے رشتوں کو نبھاتے ہوئے انا، خود غرضی اور بغض و حسد سے اپنے آپ کو دور رکھنے کی کوشش کرتے رہیں یہ وہ شیطانی ہتھیار ہیں جو اگر انسان کو ایک بار اپنے چنگل میں لے لے تو اس سے باہر نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔

دوسروں کو کیسے متاثر کر سکتے ہیں!

دنیا کے ہر انسان کے دل میں امتیازی حیثیت اور بلند منصب حاصل کرنے کی خواہش چھپی ہوتی ہے۔ معاشرے میں کسی فرد کی مقبولیت کے لئے بعض اوقات فیصلہ کن بات یہ ہوتی ہے کہ اس میں دوسروں پر خوشگوار اثر ڈالنے کی کس حد تک صلاحیت موجود ہے۔ اگر ایک شخص دوسروں پر اچھا اثر ڈال سکتا ہے تو وہ یقیناً زندگی کی ارتقائی منازل آسانی کے ساتھ طے کر سکتا ہے، وہ انفرادی اور مجلسی زندگی میں اپنی شخصیت کو زیادہ پروقار بنا سکتا ہے۔ وہ نہ صرف ہر طرح کی پسندیدہ چیزیں اپنے لیے مہیا کر سکتا ہے بلکہ دوسروں کے لئے بھی سودمند ثابت ہو سکتا ہے۔ کوئی شخص دوسروں پر بھرپور اثرات چھوڑنے میں ناکام ہے تو اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ وہ کامیابی و کامرانی کی سرحدوں کو نہ چھو سکے۔ کاروباری زندگی میں چند فیصلہ کن عوامل ایسے ہیں جو اثر کو گہرا اور دیرپا بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں چنانچہ پہلی چیز یہ ہے کہ آپ ظاہری روپ اور وضع قطع میں موزونیت پیدا کریں۔ آپ کو جب کبھی کسی سے ملنے جلنے کا اتفاق ہو، آپ اپنے حسن ذوق سے اسے متاثر کر سکتے ہیں لیکن ضروری ہے کہ آپ کے کپڑے استری کیے ہوئے اور صاف ستھرے ہونے کے علاوہ جسم کے ساتھ موزونیت رکھتے ہوں۔ بالوں کی تراش خراش ایسی ہو جو زیادہ سے زیادہ بھلی اور خوبصورت لگتی ہو۔ بال میل کچیل سے پاک اور باقاعدہ کنگھی کیے ہوئے ہوں۔ جوتے بھی لباس کا ایک حصہ ہیں، وہ گندے اور پالش کے بغیر نہ ہوں۔ اس بات کی احتیاط ملحوظ رکھنی چاہیے کہ لباس کا انتخاب مروجہ روایات سے بہت زیادہ مختلف نہ ہو اور نہ ضرورت سے زیادہ کپڑے پہنے جائیں اپنے آپ کو بانکوں جیسا نہ بنالیں۔ عام طور پر اس بات کا زیادہ امکان ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کی ظاہری وضع قطع میں بے ڈھنگا پن پایا جاتا ہے تو وہ ہر کام میں بے ڈھنگے پن اور بد سلیقگی کا مظاہر کرے گا۔ یہی وہ چیز ہے جو اس کی کارکردگی میں بے اطمینانی اور بے یقینی پیدا کر دے گی۔ ظاہری وضع قطع کے بعد دوسری اہم چیز جو کسی پر اچھا تاثر قائم کرنے میں زیادہ سے زیادہ کارگر ثابت ہوتی ہے وہ ہے انسان کا اندازِ تخاطب کیونکہ آدمی کی ذہانت، اہلیت اور علم کا اندازہ تقریر سے لگاتے ہیں۔

عام بول چال میں اور مجلسی تقریر میں اگر کسی کا بیان مبہم، بے ربط اور سپاٹ ہے تو اس کے مخاطب جلد ہی اس کی گفتگو سے اکتا جائیں گے اور اس کی بات کو سمجھ بھی نہیں سکیں گے۔ تقریر کی طرح اس کی آواز بھی صاف، جاندار اور پرکشش نہ ہو تو وہ کسی کو بھی اپنی طرح مائل نہ کر سکے گا۔ گلا بیٹھا ہوا اور بات سرگوشی کے انداز میں کی جائے یا آواز میں کرختگی ہو تو وہ شخص کسی کو متاثر نہیں کر سکے گا۔ وہ اکثر سنہری موقعے اپنے ہاتھ سے کھو بیٹھے گا کیونکہ لوگ اس کی طرف بہت کم متوجہ ہوں گے اور اس کی شخصیت کو نظر انداز کر دیں گے۔ ذہانت کے اعتبار سے اگر کوئی شخص اوسط درجے کا ہو تو بھی وہ بآسانی اپنی آواز، لب و لہجے اور تقریر کی اصلاح کر کے اپنے بے مائیگی کو سلیقے سے چھپا سکتا ہے۔ لوگ محسوس بھی نہ کریں گے کہ وہ کوئی غیر معمولی آدمی نہیں لیکن اس کے لئے صبر اور عزم کے ساتھ روزانہ 10 منٹ کے لئے نظمیں، مناسب اور متوازن آواز اور صحیح لب و لہجے سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔ یہ مشق آواز کو پرکشش بنانے میں بہت زیادہ معاون ثابت ہوگی اور آپ کے لب و لہجے میں کشش اور شگفتگی پیدا ہو جائے گی۔ الفاظ نہ صرف خوبصورت ہوتے ہیں بلکہ ہیرے کی طرح صاف شفاف، برقی رو کی طرح مؤثر اور فعال ہوتے ہیں۔ بس ذرا ان کو صحیح موقع محل اور متوازن لب و لہجے کے ساتھ استعمال کرنے کی ضرورت ہے پھر آپ دیکھیں گے کہ لوگ کس ذوق اور شوق کے ساتھ آپ کی باتیں یا تقریر سنیں گے اور ان کے دلوں میں آپ کی شخصیت اور آپ کے الفاظ کا جادو جوت جگا رہا ہوگا۔ متاثر کرنے کے سلسلے میں لباس اور آواز کے بعد تیسری چیز آداب اور اطوار ہیں۔ آداب اور اطوار تو برسوں کی تربیت کا قدرتی نتیجہ ہوتے ہیں اور ان کا انحصار بڑی حد تک لوگوں کے ساتھ ہمارے عام رویے اور نظریہ زندگی پر ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں اگر کوئی جچی تلی بات کہی جا سکتی ہے تو یہ کہ چال ڈھال، ذہنی روش، جسمانی توازن، مستعدی، سلیقہ شعاری، موقع شناسی، انکساری، مروت اور دوسروں کے جذبات و آرا کا لحاظ رکھنے سے انسان کے آداب و اطوار متوازن اور قابلِ قبول ہو جاتے ہیں۔

اگر کوئی شخص محفل میں گفتگو پر اجارہ داری قائم رکھے یا مادہ پرست، خوشامد پسند اور شیخی بھگارنے والا لب و لہجہ اختیار کرے اور خود پسند، بے فکر اور گنوار ہو تو وہ کبھی بھی کسی پر اچھا تاثر قائم نہیں رکھ سکے گا۔ یقین کیجئے کہ خوش مزاجی، شائستگی اور لطافتِ طبع ہی کہیں زیادہ کارگر ثابت ہوگی۔ بنیادی طور پر انسان میں برداشت، غور و فکر کی صلاحیت، ہمدردی کی عادت اور فہم و فراست ہو تو اس کے اطوار یقیناً اس سے مختلف ہوں گے جو متعصب، غیر روادار، خود پسند، جاہل اور سنگدل ہونے کی صورت میں ہوتے ہیں۔

ذرا خیال کیجیے آپ خود اعتمادی کے بغیر دوسروں پر اچھا اثر ڈالنے کی توقع کیسے رکھ سکتے ہیں۔ یہاں ایک بات قابلِ ذکر ہے کہ انتہا سے زیادہ اور غیر متوازن خود اعتمادی آدمی کے خلاف تعصب پیدا کر کے اس کی کامیابی کے مواقع کو بڑی حد تک ختم کر دیتی ہے۔ بے جا خود اعتمادی، ہٹ دھرمی کی سرحدوں کو چھو کر آدمی کو غیر مقبول بنا سکتی ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ آداب و اطوار کی طرح آدمی کا رویہ خود اعتمادی کے ہونے یا نہ ہونے کو متعین کر سکتا ہے۔ اپنے اندر خود اعتمادی کی خوبی پیدا کرنے کے لئے چند ضروری باتیں ذہن نشین کر لینی چاہئیں۔

یہ نہ بھولیے کہ آپ جسے متاثر کرنا چاہتے ہیں وہ بھی آپ ہی کی طرح گوشت پوست کا انسان ہے۔ اس کی بھی حدود و قیود ہیں۔ دوسری چیز یہ ہے کہ کوتاہی، کمی اور کمتری کے احساس کا تعلق بچپن کے کسی ناخوشگوار تجربے سے ہو سکتا ہے مگر اب تو آپ بچے نہیں رہے۔ پھر یہ احساس آپ اپنے اندر کیوں رکھیں۔ بحیثیت ایک انسان کے آپ کی کچھ نہ کچھ قدر و قیمت ہے، یہ دوسری بات ہے کہ دوسروں کے پاس آپ سے زیادہ دولت اور صلاحیتیں ہوں مگر زندگی میں آپ کا اپنا بھی ایک حصہ اور فریضہ ہے جسے آپ ہی کو ادا کرنا ہے۔ اس فریضے کو آپ کامل اعتماد اور ہمت کے ساتھ ادا کیجئے۔ کامیابی کے حصول کا ایک مؤثر طریقہ یہ ہے کہ ہم جس شخص کو متاثر کرنا چاہتے ہیں، اس کی ذات اور اس کے پیشے میں گہری دلچسپی کا اظہار کریں۔ اس کی پسند کے مطابق سوالات کیجیے، اس کے پیشے کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کی کوشش کیجئے اور باتوں کے دوران یہ تاثر بھی دیتے جائیے کہ آپ اس کے فن یا پیشے کے متعلق بہت ہی کم معلومات رکھتے ہیں۔

جو لوگ چاق و چوبند، مستعد اور منچلے ہوتے ہیں ان کے اندر ہمیشہ کسی نہ کسی نئی مہم کے لئے ولولہ بے چین رہتا ہے۔ ظاہر سی بات ہے کہ ان کی شخصیت، روادار، دلکش اور دلربا ہوتی ہے، ان کی ذہنی اپچ نرالی اور حیات آفرین ہوتی ہے۔ وہ جو کام کرتے ہیں جذبے اور شوق کے ساتھ کرتے ہیں اور آخر تک کام کرنے کا جوش قائم و دائم رہتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے اندر فطری طور پر قیادت کی صلاحیتیں پائی جاتی ہیں۔

جوشِ عمل کے ذریعے افراد زندگی کے کٹھن اور پرخار راستے، صعوبتوں اور رنج و الم کے تند و تیز دھارے بڑی سرعت اور مستعدی سے طے کر جاتے ہیں۔ وہ زندگی کی روحانی مسرتوں اور حقیقی خوشیوں پر حاکمانہ دسترس رکھتے ہیں۔ اگر آپ میں بھی زندگی کی ایسی تڑپ موجود ہے تو مناسب انداز سے اس خوبی کا اظہار کیجئے۔ اس اہم اور دلفریب خصوصیت کو احساسِ خودی اور کم گوئی کے دبیز کمبل میں چھپائے نہ رکھیے۔ آپ ہر قسم کے حالات میں دوسروں پر اچھا تاثر چھوڑیں گے جس کی آپ کے اندر خواہش موجود ہے۔ (ماخوذ: دین مبین بھوپال)

موبائل سے متعلق کچھ اہم ہدایات

مولانا جاوید اشرف ندوی

عہد حاضر میں موبائل کے استعمال اور پیغام رسانی میں سرعت کے باعث اس کی اہمیت ونافعیت دو چند ہوگئی ہے لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے اس کے استعمال کرنے سے پہلے چند مناسب ہدایات پر عمل کیا جائے تا کہ اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع نہ ہو اس کے پیش نظر موبائل سے متعلق ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ کچھ اہم امور و مناسب ہدایات درج کرتے جائیں تا کہ اللہ کے بالتوفیق بندے عمل کرلیں اور ہمیں اجرمل جائے۔

(1) ہر شخص اپنا جائزہ لے کہ کیا موبائل اس کی ضرورت ہے؟ یا اس کا شوق؟ اگر ضرورت میں موبائل رکھا گیا ہے تو بقدر ضرورت ہی اس کو استعمال کیا جائے، نہ کہ اس کے استعمال میں فضول باتوں یا اس کا فضول استعمال کیا جائے۔

(2) اگر کوئی شخص شوق میں موبائل رکھتا ہے تو اس کو چاہیے کہ اپنے اس شوق کو چھوڑ دے، یہ موبائل کا شوق تباہ کن شوق ہے، یہ انسان کی خون پسینے کی کمائی کو بڑی آسانی سے کھاتا رہتا ہے، بلکہ یہ موبائل کا شوق روزانہ کتنے انسانوں کی جان لیتا رہتا ہے، شاید ہماری اس بات سے بعض کو اتفاق نہ ہو لیکن اگر کوئی چند روز اخبارات کا مطالعہ کرلے اور معاشرہ کا گہرائی سے جائزہ لے لے تو یقیناً ہماری اس بات سے اس کو اتفاق ہوجائے گا۔

(3) موبائل رکھے تو اس کو رکھنے کا نظام ترتیب دے، نہ ہروقت موبائل کھلا رہے، نہ ہر وقت بند، کچھ اوقات ایسے ہیں جن میں موبائل کو بند رکھنا نہایت ضروری ہے، مثلاً نماز کے اوقات، یا قضائے حاجت کے اوقات یا اپنی ملازمت سے یا محنت ومشقت کے کام سے فارغ ہونے کے بعد آرام کے اوقات وغیرہ وغیرہ ....ان اوقات میں موبائل کو ضرور بند رکھیں، تا کہ آپ آسانی اور دل جمعی سے زندگی کے ان اہم کاموں کو انجام دے سکیں۔

(4) موبائل کی گھنٹی کو سادہ رکھیں، اس میں ساز اور نغمہ اور موسیقی نہ ہو، تا کہ آپ کا بلاوجہ گناہ میں مبتلا نہ ہوں، اسی طرح سننے والی گھنٹی بھی سادہ رکھیں تا کہ سننے والا بھی حرام موسیقی سننے سے بچ سکے۔

(5) موبائل رکھنے میں اس بات کا ہمیشہ خیال رکھیں کہ بات بقدر ضرورت ہو، خواہ کوئی موبائل کمپنیوں سے دی جانے والی کوئی آفر ہی کیوں نہ ہو جس میں پیسہ کا ضیاع نہ ہو، اس لئے کہ اگر پیسہ کا ضیاع اس صورت میں نہ بھی سہی تاہم بلاوجہ فضولیات باتیں کر کے وقت کا ضیاع تو ہے ہی۔ اور کیا وقت پیسے سے بھی کم قیمت ہے، مشہور قول ہے کہ ''الوقت اثمن من الذهب'' وقت سونے (گولڈ) سے بھی زیادہ قیمتی ہے، حدیث شریف میں فضول پیسہ خرچ کرنے اور قیل وقال یعنی بلاوجہ و بلاضرورت کثرت کلام کی نہی وارد ہوئی ہے چنانچہ بخاری شریف میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تین چیزیں ناپسند فرمائی ہیں، قیل وقال، اضاعت مال اور کثرت سوال۔'' لہٰذا جتنی بات کرنا ضروری ہو اتنی ہی کریں اور فوراً موبائل بند کردیا کریں تا کہ بلاوجہ پیسہ یا وقت ضائع ہونے سے بچ سکے، واضح ہو کہ وقت ہماری زندگی ہے، جو دھیرے دھیرے ختم ہورہی ہے انسان سوچتا ہے کہ وقت گذر گیا جب کہ حقیقت میں گذرنے والا وقت ہماری زندگی کا جزء تھا جس کے گذرنے کا مطلب یہ کہ ہماری زندگی کا ایک جزء کم ہوگیا:

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

(6) چھوٹے بچوں کو موبائل کے شوق سے محفوظ رکھا جائے، ان کو بتایا جائے کہ موبائل ایک ضرورت کی مشین ہے جب تم اس لائق ہوجاؤ گے تو تمہیں فراہم کردیا جائے گا۔

(7) لڑکیوں کو اگر واقعتاً ضرورت نہ ہو تو اُن کو موبائل سے دور رکھا جائے، آج کی لڑکیوں کے پاس موبائل ہونے سے ایسے ایسے واقعات رونما ہورہے ہیں کہ ایسے واقعات سننے سے ایک ہوشمند کے ہوش اڑ جاتے ہیں۔ موبائل کے جہاں معاشرہ میں بہت سے نقصان سامنے آئے ہیں، اُن میں سے ایک بڑا نقصان فحاشی کا پھیلاؤ ہے کہ موبائل کے ذریعہ بآسانی تعلقات ہوجاتے ہیں اور پھر کیا کیا ہوتا ہے اس سے کوئی ہوشمند اور سوجھ بوجھ رکھنے والا غافل نہیں، لہٰذا لڑکیوں کو موبائل سے دور رکھنا والدین اور سرپرستوں کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔

(8) لڑکے بھی خواہ جوان ہی کیوں نہ ہوں اگر وہ تعلیمی لائن سے وابستہ ہیں تو ان کو بھی موبائل سے دور رکھا جائے، دورانِ تعلیم موبائل کوئی اچھی چیز نہیں، ہاں اگر تعلیم کے علاوہ کسی ملازمت اور تجارت کے پیشے سے وابستہ ہیں تو پھر ان کی ضرورت کو دیکھا جائے اگر ضرورت ہے تو پھر ان کو موبائل دیں، ورنہ ان کو بھی موبائل سے دور رکھیں بالخصوص شادی سے پہلے کی عمر کا جو مرحلہ یعنی 12 سے 30 سال تک کا مرحلہ بڑا پُرخطر ہے، اس میں والدین اپنے بچوں کی خاص حفاظت کریں، اور کوشش کریں کہ شادی میں تاخیر نہ ہو بیس سال کے بعد جلد از جلد شادی کی فکر کریں، فتنوں کے اس دور میں والدین کے ذمہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کی پاک دامنی کو داغدار ہونے سے بچائیں۔

(9) موبائل چارج کرتے وقت اگر موبائل پر بات کرنا ہو تو چارجر سے موبائل نکال کر بات کریں، چارجر پر موبائل لگے لگے بات ہرگز نہ کریں، خطرہ ہے کہیں بجلی کی شعاعیں کان کے ذریعہ دماغ پر حملہ آور (اٹیک) ہوجائیں اور زندگی خطرہ میں پڑ جائے، حال ہی میں ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ بعض لوگوں کی جان جاتی رہی۔

(10) کوشش کریں کہ کیمرہ والا موبائل نہ آپ خود رکھیں اور نہ اپنے گھر میں رکھنے دیں، کہ کیمرہ کے موبائل رکھنے میں ایک عظیم حرام کام ارتکاب ہوتا ہے اور وہ ہے تصویریں اتارنا، تصویر کھینچنا کبیرہ گناہ ہے، جو ان موبائل کے ذریعہ اتنا عام ہورہا ہے کہ اس گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھا جارہا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں کتنی شدید وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں، ملاحظہ فرمائیں: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک غالیچہ خرید لیا جس میں تصویریں تھیں، جب اس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر داخل نہ ہوئے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر ناگواری کے آثار محسوس کیے تو عرض کیا یا رسول اللہ میں اللہ کے حضور میں توبہ کرتی ہوں، اور اللہ کے رسول سے معافی چاہتی ہوں، مجھ سے کون سا گناہ سرزد ہوگیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ غالیچہ؟ میں نے عرض کیا یہ آپ کے لئے میں نے خریدا ہے تا کہ اس پر آپ تشریف رکھیں، اور اس کو تکیہ کی جگہ استعمال فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ قیامت کے دن ان تصویر والوں کو عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو کچھ بنایا تھا اس میں جان ڈالو۔ (صحیح بخاری باب التصاویر) ایک دوسری روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جس گھر میں تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (بخاری ومسلم) حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ کوئی بھی چیز مثل فوٹو، قالین، پردے، برتن، فرنیچر، کیلنڈر، یا نقشہ کوئی بھی جس میں جاندار کی تصویر ہو اس کو رکھنا جائز نہیں ہے۔

آج کل تصویر بنانا، کیمرہ یا موبائل سے فلمیں بنانا، تصویریں کھینچنا اس قدر عام ہوگیا ہے کہ چھوٹا بڑا کیا، ہر شخص ہر جگہ تصویر کھینچتا نظر آتا ہے، نہ اس کو کسی مقام کے تقدس کا خیال ہے، نہ کسی بڑے کا ڈر اور خوف، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حج کرنے لوگ آتے ہیں احرام کی حالت میں ہوتے ہیں تنہا یا گروپ فوٹو کھینچواتے ہیں، جارہے ہیں عمرہ کرنے اور حج کرنے اور گناہ بخشوانے آئے تھے، مگر اور سر پر مزید گناہوں کا بوجھ لادرہے ہوتے ہیں، بلکہ غضب تو یہ کہ عین حج یا عمرہ کے ارکان ادا کرتے ہوئے اس عظیم گناہ سے نہیں چوکتے اور فوٹو کھینچنا اور کھینچوانا ایک عام بات ہوگئی ہے اور فیشن کی علامت سمجھی جانے لگی ہے، گروپ فوٹو بنوانے میں غیر عورت کے ساتھ کھڑے ہو کر بعض مرد بڑی شان سے فوٹو کھینچواتے ہیں، اور عورتیں بھی بے محابا پوز دیتی نظر آتی ہیں، نہ مرد ہی کو حیا رہی اور نہ ایسی عورتوں ہی کو شرم جو غیر مردوں کے ساتھ اپنا فوٹو کھینچوا رہی ہیں، اللہ امت کو اس معصیت سے بچائے۔

تنبیہ: فوٹو کھینچوانا ضرورت میں جائز ہے مثلاً پاسپورٹ کے لئے یا ویزہ اور شناختی کارڈ وغیرہ کے لئے مگر شوقیہ اور یادگار اور فیشن کے طور پر تصویریں کھینچوانا جائز نہیں یہی راجح قول ہے اور یہی اقرب الی النصوص ہے بعض نے جو جواز کی رائے قائم کی ہے وہ ایسے وقت میں قابل قبول نہیں، جب کہ ان تصاویر کے ذریعہ فتنے فساد کا پھیلاؤ نہ صرف یہ کہ بڑھ گیا ہے؛ بلکہ اس فتنہ کی آگ نے گھر گھر کو جھلسا کر رکھ دیا ہے، رہا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ حدیث پاک میں جس تصویر کی ممانعت ہے اس سے مراد وہ تصویر ہے جو ہاتھ سے بنائی جائے کیمرہ کی تصویر اس حکم میں نہیں آتی، یہ خیال غلط ہے اور فاسد ہے، شیطان کی سجھائی ہوئی لچر دلیل ہے، اصلاً تصویر کی حرمت چاہے جس شکل میں بنائی جائے، تصویر تصویر ہے چاہے وہ ہاتھ سے بنائی جائے یا کسی مشین کیمرہ وغیرہ سے، بلکہ کیمرہ کی تصویر ہاتھ کی بنائی ہوئی تصویر سے زیادہ واضح اور نمایاں ہوتی ہے۔

(11) موبائل رکھنے والے اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ جب اذان ہو اسی وقت موبائل بند کرلیں کہ اب مؤذن نے رب کائنات کے دربار میں بلاوے کے لئے ہمیں پکارا تو اب ہمیں اس کی بارگاہ میں سر بسجود ہونے کیلئے تیاری کر کے جلد از جلد مسجد میں پہنچنا ہے، اگر اذان پر موبائل کی گھنٹی آف نہ کر سکے تو اب مسجد کے دروازے پر جب آپ جوتے چپل اُتاریں اُس وقت فوراً اپنے جیب میں رکھے موبائل کو خاموشی پر لگادیں تا کہ اُس کی آواز نہ آپ کی نماز میں خلل انداز ہو اور نہ دوسرے نمازیوں کی نماز میں تشویش پیدا ہو۔

(12) اگر آپ نماز سے پہلے موبائل کو خاموش کرنا بھول ہی گئے ہیں (اگرچہ عادت ڈالنے پر بھول کا امکان کم ہی ہے) تو پھر آپ نماز میں ہوتے ہوئے بھی اپنے ایک ہاتھ کی حرکت سے موبائل کو بند کردیں، ایک دفعہ بند کیا تھا کہ پھر گھنٹی بجی دوبارہ سہ بارہ پھر بند کردیں، جیب کے اندر اندر بند نہ کر سکتے ہوں تو ایک ہاتھ سے موبائل کو باہر نکال لیں اور پھر ایک ہی ہاتھ سے اس کو بند کردیں، شرعاً اس کی گنجائش ہے، بعض فقہاء نے ہانڈی اُبلنے اور سانپ کو مارنے کے لئے نماز کو توڑنے تک کی اجازت دی ہے، مگر موبائل بند کرنے کے لئے آپ کو نماز توڑنے کی ضرورت نہیں پڑے گی، ان شاء اللہ تاہم اگر شدید مجبوری ہو اور دوسرے نمازیوں کی نماز خراب اور اپنی نماز متاثر ہورہی ہو تو نماز توڑ کر موبائل بند کرنا چاہیے، اس لئے کہ دوسروں کو تکلیف دینا یوں بھی حرام ہے، خاص کر عبادت میں رخنہ اندازی کسی حال میں درست نہیں، پھر خاص ایسی وقت میں کہ جب موبائل میں گانے اور موسیقی والی گھنٹی ہو، تو نہ صرف انسانوں کی تکلیف کا باعث ہے بلکہ فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ (فان الملائكة تتأذى مما يتأذى منه بنو آدم صحیح مسلم)

(13) کسی اہم مٹنگ یا کسی اہم دینی یا دنیوی اجتماع میں جہاں آپ کو حاضر دماغی سے شریک ہونا ہے وہاں اپنے موبائل کو خاموشی پر رکھیں تا کہ جس مقصد کے لئے آپ مٹنگ یا اجتماع میں شریک ہوئے ہیں، اس میں دل جمعی اور حاضر دماغی ہو سکے، ورنہ آپ کو خاص سے خاص مجلس میں بھی یہ موبائل چین سے بیٹھنے نہ دے گا بلکہ دوسرے لوگوں کی قوت فکر بھی آپ کی بات یا آپ کے موبائل کی گھنٹی سے متاثر ہوگی۔

(14) تعلیمی درسگاہوں میں طلبہ یا اساتذہ اپنے موبائلوں کو بند کر کے رکھیں یا کم از کم خاموشی پر لگادیں تا کہ تعلیمی ماحول متاثر نہ ہو، اور اساتذہ کی تنخواہ میں حرام کی آمیزش نہ ہو۔

(15) عموماً فون پر یا موبائل پر سلسلہ گفتگو کا آغاز ''ہیلو'' سے کرتے ہیں، اگرچہ یہ کلمہ مخاطب ہے اور اس کے معنی کوئی برے نہیں تاہم سنت شریفہ یہ ہے کہ جب ہم فون پر یا موبائل پر کسی کو مخاطب کریں تو اپنی تہذیب کے مطابق ''جی ہاں'' یا صرف ''جی'' یا ''فرمائیے'' یا ''کون صاحب'' وغیرہ الفاظ استعمال کریں اور گار اسلامی ملک میں رہائش پذیر ہیں یا اندازہ سے معلوم ہوجائے کہ فون کرنے والا مسلمان ہے تو پھر سنت کے مطابق آپ اپنی گفتگو کا آغاز ''السلام علیکم'' سے کریں جیسا کہ ترمذی کی روایت میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا ''السلام قبل الکلام'' کلام سے پہلے سلام ہونا چاہیے (اس روایت کی سند میں اگرچہ ضعف ہے مگر دوسری صحیح روایتوں سے معنی تقویت ملتی ہے)

یہ چند باتیں تھیں جو پیش کی گئیں، اللہ تعالیٰ اس کو نافع ومفید بنائے اور قارئین کو عمل کی نیت سے پڑھنے کی اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

انسانی دنیا پر قرآن کریم کے احسانات

مفتی عبدالحلیم قاسمی

قرآن کریم وہ انقلاب انگیز اور انقلاب آفریں کتاب ہدایت ہے جس نے اخلاق ورجحانات کونئی جہت دی، فکرونظر کو وسعت وشادابی اور قلب ودماغ کو بالیدگی عطا کی، یہ قرآن مجید ہی ہے جس نے انسانیت کے لیے علم وتحقیق کا دروازہ کھولا اور سائنسی اکتشافات اور نت نئی ایجادات کے لیے راہ ہموار کی، قرآن مجید نازل ہونے سے پہلے یہ تصور عام تھا کہ ہر وہ چیز جو انسان کو نفع اور نقصان پہنچاتی ہے وہ اپنے اندر خاص طاقت رکھتی ہے، لوگ یہ سمجھتے تھے کہ کائنات کی بعض اشیاء اپنی مافوق الفطرت قدرت کی وجہ سے کہیں تباہی وبربادی کا پیغام ثابت ہوتی ہیں، تو کہیں خوشی ومسرت کی مسکراہٹیں بکھیر دیتی ہیں، جس کی وجہ سے لوگوں نے بعض چیزوں کو معبود کا درجہ دے دیا تھا اور ان کو اپنا مسیحا اور اپنے دکھ درکا مداوا ماننے لگے تھے، ان کی خوش نودی اور ان کا تقرب حاصل کرنا لازم سمجھتے تھے، اور ان کے سامنے سر تسلیم اور جبین نیاز خم کرنے کو ضروری خیال کرتے تھے ظاہر ہے کہ کائنات کی جس چیز کے اردگرد احترام اور تقدیس کا ہالہ ہو اس کی تحقیق اور جستجو انسان کے لیے ناممکن ہے، قرآن کریم نے اس باطل خیال پر کاری ضرب لگائی اور عالم انسانیت کو اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ تمام چیزوں کو اللہ وحدہ لاشریک لہ نے وجود بخشا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ان کا خالق ومالک ہے، کائنات کی دلکش بلندیاں، رنگارنگ بستیاں، خوبصورت کہساروں کی حسین اونچائیاں، فراز کوہ سے گرتی ہوئی، بہشت نغمات سناتی ہوئی ندیاں اور طوفان کے ہنگامہائے برق وباراں ... سب اللہ تبارک وتعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں، کائنات کی کوئی شے بذات خود نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتی ہے؛ بلکہ کائنات کی یہ حسین بساط انسان کے لیے بچھائی گئی ہے، اس بساط کو دنوں کی حرارت، باد سحر گاہی کی لطافت، صبح کی شگفتگی اور شام کی دلآویزی سے آراستہ کیا گیا ہے اور نیلگوں آسمان اور اس میں لٹکی ہوئی ضیاپاش قندیلوں، حسین وجمیل وادیوں، اونچے پہاڑوں سے گرتی ہوئی آبشاروں، رنگارنگ پودوں، مہکتے ہوئے مرغزاروں اور خوش نما اور جاذب نظر پھولوں سے اس بساط کی کشیدہ کاری کی گئی ہے، تاکہ انسان اپنی جسمانی اور طبعی ضروریات کی تکمیل کرے اور کائنات کے حیرت انگیز اور مربوط نظام کو دیکھ کر خدائے وحدہ لاشریک لہ کو صحیح معنوں میں پہچانے اور اس کی عبادت کرے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے بارہا قرآن کریم میں اس حقیقت کو مختلف اسالیب میں واشگاف کیا ہے، چناں چہ قرآن مجید میں ہے: **وسخر لكم ما في السماوات وما في الأرض جميعا منه** (الجاثیۃ: 13)۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے لیے آسمان اور زمین کی تمام چیزوں کو مسخر اور تابع کیا۔ ایک دوسری جگہ اللہ پاک نے فرمایا: **ألم تر أن الله سخر لكم ما في الأرض والفلك تجرى في البحر بأمره** (الحج: 65) اللہ نے (انسان کے لیے) زمین کی تمام چیزوں کو اور کشتیوں کو تابع کیا ہے، جو سمندر میں اللہ کے حکم سے چلتی ہیں۔ ایک مقام پر اللہ فرماتے ہیں: **وهو الذي سخر البحر لتأكلوا منه لحما طريا وتستخرجوا منه حلية تلبسونها** (النحل: 14) اور اللہ نے سمندر کو تمہارے لیے تابع کیا ہے؛ تاکہ تم اس سے تازہ گوشت کھاؤ اور پہننے کے لیے جواہرات نکالو۔ ان آیات کریمہ میں بابانگ دہل یہ اعلان کیا گیا کہ کائنات کی تمام چیزیں انسان کے فائدے اور اس کی جسمانی وطبعی ضروریات کی تکمیل کے لئے پیدا کی گئی ہیں، کائنات کی کوئی شے بذات خود نہ نفع اور نقصان کا اختیار رکھتی ہے اور نہ وہ لائق تعظیم اور لائق عبادت ہے، تعظیم اور تقدیس کے لائق صرف اللہ عزوجل شانہ کی ذات مبارک ہے، یہ اعلان ہونا تھا کہ علم وتحقیق کے دروازے کھل گئے، اکتشافات اور نت نئی ایجادات کا گلشن تیار ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے زرخیز اور مرغزار ہو گیا، سائنس وٹکنالوجی کا نیر اقبال طلوع ہوا اور رفتہ رفتہ بدر کامل بننے لگا، جس کی تابانی اور ضیا گستری سے پوری عالم انسانیت مستفید ہو رہی ہے اور زندگی کے ہر شعبے میں حیرت انگیز ترقی ہو رہی ہے، قرآن کریم نے اس انقلاب انگیز فکر کی آبیاری کی اور اس آفاقی تصور کی طرح ڈالی تو حضرت انسان نے ستاروں پر کمند ڈالی، سیاروں کی گردش اور اس کی حرکت کو تولا، سمندر کی تہوں میں چھپے ہوئے زروجواہر کا سراغ لگایا، کائنات کے مربوط اور منظّم نظام کے علل واسباب کو دریافت کیا، واقعہ یہ ہے کہ ان ساری سائنسی ترقیوں کا سہرا قرآن کریم کے سر جاتا ہے، جس نے انسانیت کو اس چھپی ہوئی حقیقت سے روشناس کرایا اور اس کے آئینہ قلب پر کائنات کی بعض اشیاء کی تقدیس اور احترام کی، جو دبیز تہہ جمی ہوئی تھی، قرآن نے اس کو دور کیا۔

آفتاب اسلام طلوع ہونے سے پہلے طبقاتی تفریق، نسلی امتیاز اور قبائلی تعصب کا دور دورہ تھا، لوگ رنگ ونسل اور جغرافیائی لحاظ سے مختلف جماعتوں میں بٹ چکے تھے، لوگ زبان اور علاقائیت کی بنیاد پر ایک دوسرے کو حقیر سمجھتے تھے، چناں چہ جب مکہ فتح ہوا اور وہاں اسلام کا پرچم لہرانے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال حبشیؓ کو کعبہ میں اذان دینے کا حکم دیا، اس پر کفار مکہ کے سر برآوردہ قسم کے لوگ برافروختہ ہو گئے، خالد بن اسید نے کہا: اچھا ہوا کہ میرے والد کو یہ دن نہ دیکھنا پڑا (کہ ایک حبشی کعبہ جیسی بابرکت جگہ پر اذان دے رہا ہے)۔ حارث بن ہشام نے کہا: کاش! میں اس حبشی کو کعبہ میں چلاتے ہوئے دیکھنے سے پہلے مر جاتا، ابوسفیانؓ نے کہا: میں کچھ نہ کہوں گا؛ کیوں کہ اگر میں اس بارے میں کچھ کہوں گا تو یہ کنکری بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر کر دے گی۔ (اخبار مکۃ للازرقی: 1/275) ایرانی سماج میں حسب ونسب اور رنگ ونسل کو خاص اہمیت حاصل تھی اور اسی بنیاد پر لوگوں کو حقوق ومراعات حاصل ہوتے تھے، چناں چہ ایران میں عام لوگوں کو کسی رئیس یا شاہ زادے کی جائیداد خریدنے کا حق حاصل نہ تھا، نسلی امتیاز اور علاقائی عصبیت کا زہر ایرانی معاشرے میں اس قدر سرایت کر گیا تھا کہ ہر پیشے اور ہر کام کے لیے رنگ ونسل کے لحاظ سے کچھ لوگ مخصوص ہوتے تھے اور ان کے لیے اس پیشے کو چھوڑ کر اس سے اونچا کوئی دوسرا پیشہ اختیار کرنا قانونی طور پر ممنوع تھا۔ برہمن مذہب میں جو امتیاز وتفریق ہے وہ اس کا منھ بولتا ثبوت ہے؛ کیوں کہ اس میں پوری انسانیت کو چار طبقوں میں تقسیم کیا گیا ہے: سب سے اونچا طبقہ برہمن، دوسرا چھتری، تیسرا دیش اور سب سے بدقسمت اور محروم شودر تھا، شودر طبقہ کو نہایت کم تر اور حقیر سمجھا جاتا تھا اور ان سے صرف خدمت کا کام لیا جاتا تھا، شودر کا کوئی فرد برہمن کی کسی لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی کسی برہمن کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا سکتا تھا اگر وہ کسی پانی کے گھڑے کو ہاتھ لگا دے تو اسے پھینک دیا جاتا تھا، اس طرح کے تصورات آج بھی ہندوؤں کے یہاں پائے جاتے ہیں۔ (**ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمين**) قرآن مجید نے اس جاہلی تصور کا خاتمہ کیا، اور اس نے انسانیت کو بتلایا کہ زبانوں کا اختلاف اور قبائل کا اختلاف اور رنگ ونسل کا اختلاف آپسی تعارف اور شناخت کے لیے ہے، زبان، قبیلہ، حسب ونسب اور رنگ ونسل کی بنیاد پر کسی کو کسی پر فوقیت حاصل نہیں ہے، خالق کائنات کی نظر میں تو وہ شخص محبوب اور پسندیدہ ہے جس کے دل میں تقوی اور خوف الٰہی ہو اور جس کا دل اللہ اور اس کے رسول کی محبت سے سرشار ہو، چناں چہ ارشاد خداوندی ہے: **يا أيها الناس إنا خلقناكم من ذكر وأنثى وجعلناكم شعوبا وقبائل لتعارفوا إن أكرمكم عند الله أتقاكم إن الله عليم خبير** (الحجرات: 13) اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تمہاری قومیں اور قبیلے بنا دیے ہیں؛ تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، تم میں اللہ کی نگاہوں میں معزز تو وہ ہے جو تم میں زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو، بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔ قرآن کریم کے اس اعلان نے پوری انسانیت کو ایک سلک میں پرو دیا اور دبے اور کچلے ہوئے لوگوں کو سر اٹھا کر جینے کا حوصلہ عطا کیا اور ایسے اصول وقوانین پر کاری ضرب لگائی جن سے کسی جماعت کی تذلیل اور حق تلفی ہوتی ہے، ذات کی بنیاد پر اونچ نیچ اور طبقاتی تفریق کا خاتمہ کیا۔ امریکہ اور یورپ جو اپنے آپ کو مساوات کا علم بردار کہتے ہیں اور اپنے کو جمہوری اقدار کا محافظ کہتے ہوئے ان کی زبانیں نہیں تھکتی وہاں نسلی امتیاز پر مبنی قوانین موجود ہیں اور شہریت کے مختلف درجات ہیں اور اسی نسبت سے ان کو رعایتیں اور سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں، یورپ کی بعض ریاستوں میں گوری اور کالی نسل کے مابین شادی نہیں ہو سکتی، اگر کر لی جائے تو شادی قانونی لحاظ سے غیر معتبر ہوتی ہے اور پانچ سو ڈالر یا چھ مہینے کی قید یا دونوں سزائیں اس کا ارتکاب کرنے والوں کو دی جاتی ہیں۔ ان دانایان فرنگ کو بھی چاہیے کہ قرآن کریم کی تعلیمات وہدایات کی روشنی میں اپنے اصول وقوانین میں ترمیم وتنسیخ کریں، تاکہ مغربی قوانین کے زیر سایہ زندگی بسر کرنے والے لوگوں کو امن وسکون نصیب ہو اور ایک خوش گوار اور مثالی معاشرے کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکے۔

اسلام کی آمد سے پہلے عورت حقیر اور کمتر درجہ کی مخلوق سمجھی جاتی تھی، صنف نازک کو برائیوں کا منبع اور سرچشمہ تصور کیا جاتا تھا اور ہر طرح کا ظلم وجبر اس پر روا رکھا جاتا تھا اور اسلام سے پہلے دنیا میں ایسے قوانین تشکیل دیے گئے تھے جن کی رو سے عورت کی حیثیت جانور اور بے جان سی املاک کی ہو کر رہ گئی تھی، نہ وہ کسی چیز کی مالک ہو سکتی تھی اور نہ وہ کوئی آزادانہ تصرف کر سکتی تھی، یہاں تک کہ اہل علم کے درمیان یہ بحث جاری تھی کہ عورت انسان بھی ہے یا نہیں؟ قرآن کریم نے اس باطل خیال اور بے ہودہ تصور کا خاتمہ کیا اور اس نے کہا کہ مرد اور عورت دونوں اللہ کی پیدا کی ہوئی مخلوق ہیں، ایک ہی گاڑی کے دو پہیے ہیں، ایک ہی سرچشمہ کی دو موج ہیں، ان دونوں میں کسی قسم کی تفریق کرنا فطرت سے بغاوت ہے اور فطرت سے بغاوت انسان کے لیے ہمیشہ تباہی وبربادی کا پیش خیمہ ثابت ہوئی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: **ولهن مثل الذي عليهن بالمعروف** (البقرۃ: 228) اور عورتوں کو دستور کے مطابق ویسے ہی حقوق حاصل ہیں جیسے ان پر مردوں کے حقوق ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید ایک عہد ساز اور انقلاب آفریں صحیفہ ہدایت ہے، یہ صرف مسلمانوں ہی کے لیے نہیں؛ بلکہ پوری عالم انسانیت کے لیے مشعل راہ ہے، اس لیے اس کا مطالعہ اور اس کی آیات میں غور وفکر کرنا ہر انسان کے لیے ضروری ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ قرآن کریم کے احکام پر امت مسلمہ کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے انوار وبرکات سے امت مرحومہ کو متمتع اور فیض یاب فرمائے، آمین ثم آمین۔

بقیہ: ملک کے سیکولرازم سے اتنی نفرت کیوں؟............................ دراصل راج ناتھ سنگھ لفظ ''سیکولر'' کے معنیٰ سے زیادہ اس لفظ کے اندر پوشیدہ جو جذبات اور روح ہیں، ان سے وہ بہت پریشان ہیں۔ اگر ''سیکولر'' اور ''سوشلسٹ'' جیسے الفاظ بے معنیٰ، بے مطلب اور بے وقعت ہوتے، تو اوّل تو انھیں 1976 میں آئین میں شامل نہیں کیا جاتا، اور اگر شامل ہو ہی گیا تھا تو پھر 1977 میں جنتا پارٹی کی مرار جی دیسائی کی سربراہی میں حکومت برسر اقتدار آئی تھی، جس میں اٹل بہاری باجپئی اور لال کرشن اڈوانی جیسے دور اندیش اور ان ہی کے نظریہ کے حامی رہنما بھی شامل تھے۔ ان لوگوں نے ان دونوں الفاظ کو آئین سے کیوں نہیں حذف کرا دیا تھا۔ درحقیقت راج ناتھ سنگھ کی پریشانی یہ ہے کہ ان کی نظروں کے سامنے کھلم کھلا لفظ ''سیکولر'' کو معنوی اور جذباتی دونوں لحاظ سے لہولہان کیا جا رہا ہے، لیکن یہ کچھ کر نہیں پا رہے ہیں۔ آر ایس ایس کی سخت گیری سے خوف زدہ اور مجبور ہیں۔ کریں تو کیا کریں۔ مشکل یہ ہے آج جو لوگ ملک میں بدامنی پھیلا رہے ہیں اور منافرت کو ہوا دے رہے ہیں، وہ نہ اپنے ملک کی سنہری تاریخ سے واقف ہیں اور نہ ہی واقف ہونا چاہتے ہیں۔ میں مسلم مؤرخوں کی بیان کردہ تاریخ کی بجائے ہندو مذہب سے تعلق رکھنے والے سیکولر ہندو تاریخ دانوں کے، خاص طور پر حوالے دینا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ بپن چندرا، رومیلا تھاپڑ، تارا چرن، ہربنس مکھیا، راج کشور، بی این پانڈے، رام چندر گوہا، پی سیتا رمیا وغیرہ کی لکھی تاریخ کا مطالعہ کریں، تو آنکھیں کھلی رہ جائیں گی۔ لیکن یہ وہ لوگ ہیں جو ملک کی سالمیت سے مسلسل کھلواڑ کر رہے ہیں اور انتہا یہ ہے کہ اگر کوئی پکّا ہندو مذہب کا ماننے والا بھی سیکولر اور سیکولرازم کی باتیں کرتا ہے، تو اسے سیدھے 'دیش دروہ' قرار دے دیا جاتا ہے۔ دابھولکر، پنسارے، گوری لنکیش وغیرہ جیسی سیکولرازم کی علمبردار شخصیات کے خون میں ڈوبے سانحات ہمارے سامنے خوفناک شکل میں سامنے ہیں کہ ان معصوم لوگوں کے ساتھ جیسا جابرانہ سلوک کیا گیا، وہ کس جرم کی پاداش میں کیا گیا۔؟ ان تمام حالات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ ضروری ہے کہ ملک کو اگر ایک مثالی ملک بنانا ہے تو اس ملک کے سیکولر کردار کو ہر حال میں بچانا ہوگا اور شکر ہے کہ اس ملک کی اکثریت اس سلسلے میں بہت سنجیدہ ہے اور وہ سیکولرازم کو بچانے میں گالیاں اور گولیاں کھا کر بھی سرگرم عمل ہے۔

اعتکاف اور لیلۃ القدر کے قیمتی لمحات

مولانا شمس الحق ندوی

اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے پیار ومحبت ہے، اس لئے ان کے واسطے اپنی رحمت ومغفرت اور نوازش کے لئے بے شمار دروازے کھول رکھے ہیں، بھول چوک بندہ کی فطرت میں داخل ہے اور اللہ تعالیٰ نے دنیا کی چیزوں میں بڑی کشش اور بڑا حسن وجمال رکھا ہے تا کہ دیکھے کہ بندے ان چیزوں میں پڑ کر اس کو بھول جاتے ہیں یا ان کے ساتھ وہ معاملہ کرتے ہیں جو مالک چاہتا ہے اور ان چیزوں کو جس طرح برتتے اور فائدہ اٹھانے کے احکامات دیے ہیں، ان کے مطابق عمل کرتا ہے یا نہیں؟

فرمایا: ”اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَۃً لَّھَا لِنَبْلُوَھُمْ اَیُّھُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا() وَ اِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَیْھَا صَعِیْدًا جُرُزًا()“ (سورۃ کہف: ۷-۸) ترجمہ: جو چیز زمین پر ہے، ہم نے اس کو زمین کے لئے آرائش بنایا تا کہ لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں کون اچھے عمل کرنے والا ہے اور جو چیز زمین پر ہے ہم اس کو (نابود کرنے) بنجر میدان کر دیں گے۔

رخ روشن کے آگے رکھ کے شمع وہ یہ کہتے ہیں
اُدھر جاتا ہے دیکھیں یا اِدھر پروانہ آتا ہے

بندہ اپنی طبعی کمزوری کے سبب اگر شیطان کے دھوکہ میں آکر دنیا کے حسن وجمال کے جال میں پھنس جاتا ہے، تو عزیز وحکیم اور رحیم وکریم آقا اس کو ہمیشہ کے لئے راندۂ درگاہ نہیں کر دیتا کہ وہ اس کی رحمت بیکراں سے ناامید ہو کر گناہوں ہی میں پڑا رہے اور شیطان اس کو آقا کی معافی ومغفرت سے ناامید کر کے سو فی صد اپنے جال میں پھنسا لے، فرمایا: ”قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ“ (سورۃ الزمر: ۵۳) ترجمہ: (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف سے لوگوں سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا، خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے اور وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ کو اپنے مؤمن بندے سے پیار ہے، وہ اپنے مومن بندہ کے دل میں سمایا ہوتا ہے، ایک حدیث قدسی میں فرمایا: ”لا یسعنی أرضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب مؤمن“ (میرے آسمان وزمین میں میری سمائی نہیں، لیکن میں اپنے مؤمن بندہ کے دل میں سما جاتا ہوں)

ایک مومن بندہ اپنے مالک سے عشق ومحبت میں بڑے ناز کے ساتھ کہتا ہے۔

ارض وسماں کہاں تری وسعت کو پاسکے
میرا ہی دل ہے وہ جہاں تو جس میں سما سکے

اس عظیم نعمت کی قدر کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے عارف باللہ نمونۂ سلف حضرت مولانا محمد احمد پرتاپ گڑھیؒ بڑے والہانہ انداز میں فرماتے ہیں۔

نہ کوئی غیر آجائے نہ کوئی راہ پاجائے
حریم دل کا احمد اپنے ہر دم پاسباں رہنا

قاری کے دل میں ایمان ویقین اور بندۂ مومن کے اپنے آقا سے تعلق وفدائیت کی یہ مدھم سی شمع جلانے کے بعد عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو نوازنے اور نہال کر دینے کے لئے جو اوقات، گھڑیاں اور دن، ہفتے اور مہینے مقرر فرما دیئے ہیں، مومن کیوں نہ ان سے فائدہ اٹھا کر اپنے دامن مراد کو بھر لے اور اس کی چوکھٹ پر کیوں نہ اس طرح پڑ جائے کہ اس کی روئیں روئیں سے یہ صدا آئے۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

اس وقت مالک کے فضل وکرم سے ہم کو ماہ مبارک کی وہ پرانوار گھڑیاں حاصل ہیں، جن کا پہلا عشرہ رحمت کا، دوسرا مغفرت کا تیسرا جہنم سے آزادی کا پروانہ ملنے کا ہے، رمضان کا روزہ شروع ہوتے ہی مومن بندوں نے مالک کی رضا حاصل کرنے کے لیے سحر سے افطار تک نہ صرف یہ کہ اپنے کو کھانے پینے سے روک رکھا ہے، بلکہ اپنی ضروریات زندگی میں مشغول رہنے والے اوقات سے بھی کٹوتی کر کے اپنے کو ذکر وتلاوت، نوافل وتراویح میں مشغول کر رکھا ہے کہ ان مبارک گھڑیوں سے جتنا بس چل سکے، فائدہ اٹھالیں اور مالک کی طرف سے رحمت ومغفرت کی لگی ہوئی جھریوں سے توبہ واستغفار کے ذریعہ ہم اپنی خطاؤں اور بھول چوک کی گندگیوں کو دھو ڈالیں، عالمی طور پر اطاعت شعاری اور مالک کے سامنے آہ وزاری کا ایسا نورانی ماحول بنا ہوا ہے کہ عمومی طور پر ہر مسلمان بھوک وپیاس میں بھی ایک خاص کیف وسرور محسوس کر رہا ہے، یہی نہیں بلکہ اپنے غریب ونادار بھائیوں پر حسب توفیق اپنا مال خرچ کر رہا ہے، پہلا عشرہ گزرا، دوسرا بھی ختم ہونے کو ہے، اب تیسرے عشرہ میں اکیسویں رات سے اللہ تعالیٰ کے بہت سے خوش نصیب بندے اعتکاف کریں گے، اللہ کی چوکھٹ پر اس طرح پڑ جائیں گے کہ بہت ہی ضروری کاموں غسل واستنجا کی ضرورتوں کے علاوہ مسجد سے باہر قدم نہ نکالیں گے۔

اعتکاف کا ثواب اور اس پر اللہ تعالیٰ کی عنایات بہت زیادہ ہیں، اعتکاف کی فضیلت کے لیے اتنا ہی ذکر کر دینا کافی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کا اہتمام فرماتے تھے، اعتکاف کرنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کسی کے در پر پڑ جائے کہ جب تک میری درخواست قبول نہ ہوگی یہاں سے ہٹوں گا نہیں، جب کوئی شخص سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اللہ کے دروازے پر پڑ جائے تو اس کے نوازے جانے میں کیا شک ہو سکتا ہے، مالک کا خزانہ بے نہایت ہے، اعتکاف کا مقصد اور اس کی اصل روح دل کو اللہ کی پاک ذات سے وابستہ کر لینا ہے، معتکف سب طرف سے ہٹ کر کٹ کر اسی کے دربار میں پڑا رہے جس سے قبر کی کال کوٹھری اور تنہائی کی گھڑی میں اس کا انس ونور حاصل ہو، قبر تا حد نظر چوڑی ہو جائے، جنت کی خوشبو اور عطر بیز ہواؤں کی کھڑکی کھل جائے اور ”نم کنومۃ العروس“ کی خوشخبری ملے اور قیامت تک آرام سے سوئیں۔

اعتکاف ہی کی راتوں میں وہ رات بھی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور اس رات اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں کے اترنے کا تانتا بندھا رہتا ہے، ساتھ ہی روح القدس حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی اترتے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ کی ایک طویل روایت میں ہے کہ جس رات شب قدر ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرماتے ہیں اور وہ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ زمیں پر اترتے ہیں، ان کے ساتھ ایک ہرا جھنڈا ہوتا ہے جس کو کعبہ کے اوپر کھڑا کرتے ہیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سو بازو ہیں جن میں سے دو بازؤں کو صرف اسی رات کھولتے ہیں، جن کو مشرق ومغرب تک پھیلا دیتے ہیں، اس کے بعد فرشتوں سے فرماتے ہیں، جو مسلمان آج کی رات میں کھڑا ہو یا بیٹھا ہو، نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو، اس کو سلام کریں، اور مصافحہ کریں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہیں، صبح تک یہی حالت رہتی ہے۔

کوئی حد ہے مالک کی عنایت ونوازش کی، اللہ تعالیٰ اپنے فضل بے کراں سے ہم سب کو ان نورانی گھڑیوں سے فائدہ اٹھانے اور رو رو کر گڑ گڑا کر اپنے گناہوں کو معاف کرا لینے کی توفیق سے نوازے، ہم اپنی خطاؤں اور گناہوں کو یاد کر کر کے کیوں نہ کہیں۔

خداوندا میں سرتاپا خطا ہوں
اسیر پنجۂ حرص وہوا ہوں
فقیر وخاکسار وبے نوا ہوں
برا ہوں پر ترے دَر کا گدا ہوں

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۴/۳۳/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ موتیہاری، مشرقی چمپارن)

شبنم پروین بنت محمد بشیر سائی، مقام مسلم ٹولہ چانپ، ڈاکخانہ دامودر پور، ضلع مشرقی چمپارن۔ فریق اول

بنام

محمد شکیل احمد ولد محمد شفیق، مقام سسو نیا ٹولہ، بھوانی پور، ڈاکخانہ ترکولیا، ضلع مشرقی چمپارن۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ موتیہاری، مشرقی چمپارن میں غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۲/مئی ۲۰۲۳ء روز پیر کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۲۱/۴۲۵/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ کلداس پور، کٹیہار)

شاہنہ خاتون بنت محمد شکیل، مقام عماد پور، موضع مینا پور، ڈاکخانہ بگھوا، ضلع کٹیہار۔۔۔۔فریق اول

بنام

شہنواز ولد محمد مبارک، مقام مادھے پور، منگلی ہاٹ، ڈاکخانہ مادھے پور ضلع کٹیہار۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ کلداس پور، ضلع کٹیہار میں غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۴/مئی ۲۰۲۳ء روز بدھ کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۲۴/۴۲۸/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ کلداس پور، کٹیہار)

روشنی خاتون بنت محمد مشتاق، مقام کوٹہ، ڈاکخانہ بالو پارہ، ضلع کٹیہار۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد مستقیم ولد محمد منظور عالم، مقام گجھوٹ، ڈاکخانہ جلکی، بلاک اعظم نگر، ضلع کٹیہار۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ کلداس پور، ضلع کٹیہار میں غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۳/مئی ۲۰۲۳ء روز منگل کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

ہفتۂ رفتہ

محمد اظہار

مجھے ہروقت چوکنا رہنا پڑتا ہے، کہیں بی جے پی فسادات نہ بھڑکا دے: ممتا بنرجی

مغربی بنگال کی وزیر اعلیٰ ممتا بنرجی نے کہا کہ مجھے ہروقت چوکنا رہنا پڑتا ہے، کہیں بی جے پی فسادات نہ بھڑکا دے۔ وہ نہیں سمجھتے کہ بنگال کے لوگ تشدد پسند نہیں کرتے۔ فسادات بنگال کی ثقافت نہیں ہے۔ ہم فساد نہیں کرتے، عام لوگ فساد نہیں بھڑکاتے۔ جب بی جے پی اپنے دم پر ایسا نہیں کرسکتی تو وہ فساد بھڑکانے کے لئے لوگوں کی خدمات کرائے پر حاصل کرتی ہے۔(ایجنسی)

سی بی آئی اور ای ڈی کے ایکشن کے خلاف سپریم کورٹ سے اپوزیشن پارٹیوں کو جھٹکا

سپریم کورٹ نے بدھ کو مرکزی ایجنسیوں کے غلط استعمال کا الزام لگانے والی ۱۴/فریقوں کی عرضی پر غور کرنے سے انکار کردیا، درخواست میں حزب اختلاف کے رہنماؤں کے خلاف مرکزی تفتیشی ایجنسیوں کے من مانے استعمال کا الزام لگایا گیا تھا اور مستقبل کے لئے رہنما خطوط کا مطالبہ کیا گیا تھا، اپوزیشن جماعتوں کی درخواست پر چیف جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ کی سربراہی میں تین رکنی بنچ نے سماعت کی، جسٹس پی ایس نرسمہا اور جسٹس جے بی پاردی والا بھی بینچ کا حصہ تھے، اپوزیشن کی طرف سے پیش ہوتے ہوئے ابھشیک منو سنگھوی نے کہا کہ ۲۰۱۴ء سے اپوزیشن کے لیڈروں کو نشانہ بنایا جارہا ہے، انہوں نے کہا کہ ۸۸۵ استغاثہ کی شکایت درج کی گئی ہے۔

سپریم کورٹ نے کیرالہ ون ٹیلی ویژن چینل کی کاسٹ سے پابندی ہٹائی

سپریم کورٹ نے کہا کہ پریس کی آزدی کو مسلا نہیں جاسکتا ہے، عدالت نے حکومت کو ہدایت دی کہ وہ ملیالم نیوز چینل سے پابندی جلد ہٹائے، عدالت عالیہ نے کہا کہ قومی سلامتی کے مسائل کو لوگوں کے حقوق کے ساتھ جوڑا نہیں جاسکتا؛ کیونکہ وزارت داخلہ نے کہا کہ محض حکومت پر تنقید کرنے پر پابندی لگانا بنیادی حقوق کے خلاف ہے، عدالت نے کہا کہ چینل میڈیا ون نے حکومت کی پالیسیوں کی مخالفت کی ہے؛ لیکن اس کو قومی مفاد کے ساتھ جوڑنا صحیح نہیں ہے، آزاد پریس جمہوریت کی علامت ہے۔

پچاس لاکھ کروڑ کا بجٹ ۱۲/منٹ میں پاس: اپوزیشن کا مرکز پر نشانہ

کانگریس لیڈر ملکا ارجن کھرگے کی قیادت میں ۱۳/اپوزیشن پارٹیوں نے جمعرات کو ترنگا مارچ نکالا، اس دوران ملکا ارجن کھرگے نے صحافیوں سے کہا کہ مودی حکومت جمہوریت کی باتیں بہت کرتی ہے؛ لیکن اس کے تحت چلتی نہیں ہے، پچاس لاکھ کروڑ کا بجٹ ۱۲/منٹ میں پاس ہوگیا اور کہا جاتا ہے کہ اپوزیشن کو کوئی دلچسپی نہیں ہے، حالانکہ جب بھی ہم بولنے کے لئے اٹھتے ہیں ہمیں بولنے نہیں دیا جاتا، انہوں نے کہا کہ معاملہ کو موڑنے کے لئے راہل گاندھی کے معافی کا مسئلہ اٹھایا۔

طب وصحت

تراویح کے طبی فائدے

نماز تراویح مسلمانوں کے لئے ایک عظیم تحفہ بلکہ رمضان المبارک کا ممتاز تحفہ ہے۔ یہ عبادت بھی ہے اور روحانی سکون کا ذریعہ بھی، اس کے ساتھ ہی ایک روحانی ورزش بھی ہے جسے باقاعدگی سے انجام دینے والے کی عمر دراز ہوتی ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ روزانہ پانچ وقت نماز ادا کرنے سے انسان کے جسم پر بالکل ویسے ہی طبعی اثرات پڑتے ہیں جیسے تین میل فی گھنٹہ پیدل چلنے یا جوگنگ کرنے سے پڑتے ہیں۔ ہارورڈ میں 17000 طلباء پر کی گئی ایک ریسرچ کے مطابق دیکھا گیا کہ جو طلباء 1916 سے 1950 کے دوران کالج میں داخل ہوئے اور ہر روز باقاعدہ تین میل پیدل چلے یا جوگنگ کی وہ نہ صرف تندرست وتوانا رہے، بلکہ ان کی زندگیوں کے شب وروز میں اضافہ ہونے کی توقع بھی کی گئی۔ جن طلباء نے ہفتہ وار دو ہزار کلو میٹر پیادہ روی، سائیکل سواری، دوڑ یا جوگنگ کی ان میں ان کے دوسرے ساتھیوں (جنہوں نے کبھی ورزش میں حصہ نہیں لیا) کی نسبت شرح مرگ ایک چوتھائی سے لے کر ایک تہائی کمی دیکھی گئی۔ باقاعدگی سے نمازیں ادا کرنے سے نمازی کے جسم پر مثبت اثرات پڑنے کے علاوہ اسے غیر متوقع جسمانی حرکات انجام دینے میں بھی مہارت حاصل ہوتی ہے، جیسے کہ کسی بچے کو اچانک اٹھانا یا راہ چلتے کسی بس میں سوار ہونا یا گھریلو چیزوں کا ادھر اُدھر رکھنا۔ عمر رسیدہ اشخاص کو ان حرکات کی تربیت ضروری ہوتی ہے اس لئے ان کے لئے تراویح ایک ٹریننگ جیسی ہے جسے مرتب ادا کرنے سے وہ جسمانی طور پر چاق وچوبندرہ کر غیر متوقع حرکات انجام دینے کے قابل بن سکتے ہیں۔

تراویح بیماری سے شفا ہے: تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ روزہ رکھنے کے علاوہ پابندی سے تراویح پڑھنے سے انسان زندگی کے کسی موڑ پر کسی بیماری میں مبتلا ہونے کے بعد بہت جلد صحت یاب ہوجاتا ہے۔ عمر کی راہ پر چلتے چلتے، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانی جسم کی طبعی حرکات میں کمی آجاتی ہے جس کے نتیجہ میں ہڈیاں کمزور اور پتلی ہوجاتی ہیں۔ ان کے حجم میں نمایاں کمی واقع ہوجاتی ہے اور اگر ان کی طرف توجہ نہ دی گئی تو ہڈیوں کی ایک عام بیماری اوسٹیو پوروسس میں مبتلا ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں یہ بیماری مردوں کی نسبت عورتوں میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس بیماری سے بچنے کے لئے غذا میں کیلشیم اور وٹامن ڈی کی وافر مقدار لازمی ہونے کے علاوہ ورزش بھی ضروری ہے۔ تراویح کے دوران کمزور ہڈیوں پر انتہائی خوشگوار اثرات پڑتے ہیں اور اگر کوئی شخص ہڈیوں کی اس بیماری میں مبتلا ہو تو اس کے لئے یہ بہترین موقع ہے کہ اس مبارک ماہ کے دوران باقی نمازوں کے علاوہ تراویح بھی باقاعدگی سے پڑھے اور اپنی کمزور ہڈیوں کو نئی طاقت اور تازگی بخشے۔ عمر رسیدگی کے ساتھ ساتھ جسم کی جلد خشک اور کمزور ہوجاتی ہے، اس میں جھریاں پڑ جاتی ہیں اور جسم کے دیگر اہم اعضاء (دل ودماغ) کی کارکردگی پر منفی اثرات پڑنے سے عمر رسیدہ لوگ حادثات وبدنی عوارض کے زیادہ شکار ہوجاتے ہیں۔ پنجوقتہ نمازوں اور تراویح میں بار بار مرتب ومنظم طریقے سے کھڑا ہونے، جھکنے اور اٹھنے سے عضلات کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ جوڑ کھل جاتے ہیں، خون کے دوران میں تیزی آجانے سے قلب پر مفید اثرات پڑتے ہیں، جلد کا رنگ نکھر جاتا ہے اور نظام قوت مدافعت کے خلیات زیادہ فعال ہوجاتے ہیں۔ اس طرح تراویح ودیگر نمازیں ادا کرنے سے عمر رسیدہ افراد کی زندگی کا نقشہ ہی بدل جاتا ہے اور وہ چاق وچوبندرہ کر ان دیکھے مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے مستعد ہوجاتے ہیں اور ان کی روزمرہ کی زندگی میں کارکردگی بہتر ہوجاتی ہے ان کے اعتماد نفس پر مثبت اثرات پڑتے ہیں۔

تراویح کے جسم کے اعضاء پر اثرات: ایڈرانالین ایک ایسا اہم ہارمون ہے جو جسم کے اعضاء کے حرکات کی وجہ سے مترشح ہوکر جسم میں تبدیلیاں لاتا ہے اور یہ غدہ ایڈرینل میں مترشح ہوتا ہے۔ تراویح اختتام پذیر ہونے کے بعد ایڈرنالین اور نارایڈرنالین کے اثرات نمایاں ہوتے ہیں۔ جب انسان کسی بیرونی دباؤ کا شکار ہوتا ہے تو خون میں ایڈرنالین کی سطح بڑھ جاتی ہے، اس سے قلب کی رفتار تیز ہوجاتی ہے، خون کی باریک ترین نالیاں سکڑ جاتی ہیں، آنکھوں کی پتلیاں بڑی ہوجاتی ہیں اور یہ ہارمون جسم کے اندر منابولزم میں ایک ایسی تبدیلی لاتا ہے کہ جسم کسی بھی ایمرجنسی حالت کا مقابلہ کرنے کے لئے مستعد ہوجاتا ہے۔

ذہن میں تراویح پڑھنے کا خیال آنے اور پھر یہ روحانی ورزش انجام دینے سے نظام اعصاب متحرک ہوجاتا ہے جس سے رفتار تنفس وقلب میں واضح تبدیلی اور ہاضمہ کے عمل میں کمی آجاتی ہے اور نالین ہارمون جگر سے ذخیرہ شدہ گلوکوجن کو متحرک کرکے گلوکوز کو آگے تک پہنچاتا ہے، عضلات کی خشکی کو دور کرتا ہے اور پھیپھڑوں کی باریک نالیوں پر مثبت اثرات مرتب کرکے آکسیجن کو جسم کے سبھی حصوں تک پہنچانے میں اہم رول ادا کرتا ہے۔ تراویح کے بعد ان ہارمون کی مقدار میں اضافہ ہونے سے جسم کے سبھی حصوں پر خوشگوار اثرات پڑتے ہیں۔

تراویح دل اور جگر کے لئے نفع بخش: تراویح اور باقی نمازوں سے بہت سے اثرات جسم پر پڑتے ہیں۔ اضافی حرارے جلنے سے وزن میں کمی ہوجاتی ہے اور جسم میں جمع شدہ اضافی چربی کم ہونے سے دل اور جگر پر مفید اثرات پڑتے ہیں۔ اگر اس ماہ انسان کھانے میں اعتدال سے کام لے اور پھر نمازیں اور تراویح پڑھے تو کوئی شک نہیں کہ اس کا اضافی وزن کم ہوجائے۔ اضافی وزن کم ہونے سے دل اور جگر کی بہت سی بیماریوں سے نجات ملتی ہے اور انسان ایک فعال زندگی گزار سکتا ہے۔ روزہ رکھنے سے جسم میں گروتھ ہارمون کی سطح بڑھ جاتی ہے اور پھر تراویح پڑھنے سے اس میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ چونکہ یہ ہارمون کولچن بنانے میں اہم رول ادا کرتا ہے اس لئے روزہ رکھنے اور تراویح پڑھنے والوں کی جلد میں جھریاں بہت کم پڑتی ہیں چاہے بوڑھے ہی کیوں نہ ہوجائیں۔

تراویح ذہن کی ورزش: تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ تراویح پڑھنے سے نمازی کے ذہن پر انتہائی خوشگوار اثرات پڑتے ہیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ روزانہ باقاعدہ ہلکی پھلکی ورزش سے مزاجی کیفیت، خیالات اور برتاؤ پر اچھے اثرات پڑتے ہیں۔ اِس ورزش سے زندگی کا نقشہ بدل جاتا ہے اور انسان اپنے اندر حرارت اور توانائی محسوس کرکے پریشانی، ذہنی دباؤ، کھچاؤ اور افسردگی سے نجات حاصل کرتا ہے چونکہ مزاجی کیفیت میں بدلاؤ آجاتا ہے یادداشت میں تیزی آجاتی ہے اور خود اعتمادی بڑھ جاتی ہے۔ عمر رسیدہ اشخاص کو زیادہ فائدہ ملتا ہے۔ تراویح کے دوران کلام الٰہی بار بار سننے کی وجہ سے ذہن کو یکسوئی حاصل ہونے سے پراگندہ خیالات سے آزادی ملتی ہے۔

تراویح سے آکسیجن میں بہتری: ہارورڈ یونیورسٹی کے ایک مشہور معروف محقق ڈاکٹر ہربرٹ بنسن نے اپنی ایک تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ دوران نماز تراویح قرآنی آیات بار بار سننے اور ذکر الٰہی سے عضلات میں تحرک پیدا ہونے کے علاوہ ذہن برے خیالات سے پاک ہونے کی وجہ سے ایک خاص قسم کا تحرک وجود میں آتا ہے جس سے فشار خون میں واضح کمی نمودار ہونے کے علاوہ جسم میں آکسیجن کی تقسیم میں بہتری سے قلب اور پھیپھڑوں کی کارکردگی بہتر ہوجاتی ہے۔ اس دنیا میں اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس میں نمازوں اور تراویح میں جسم کے حرکات وسکنات روحانی ورزش کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ اگر ایک مسلمان نمازیں اور تراویح باقاعدہ ادا کرتا ہے تو وہ زندگی کے مشکل ترین کام اور بھی بخوبی انجام دینے کے قابل بن جاتا ہے۔ اس طرح ایک نمازی کو روحانی اور جسمانی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ تراویح کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ ایک طرف بار بار جسمانی حرکات سے عضلات پر دباؤ پڑتا ہے اور دوسری طرف ذہن ہر قسم کے دباؤ سے آزاد ہوجاتا ہے۔ رمضان المبارک کے دوران مرتب اور باقاعدہ تراویح پڑھنے سے درج ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) اضافی حرارے جل جاتے ہیں۔ (۲) جوڑ کھل جاتے ہیں۔ (۳) مینا بولزم کی رفتار میں سرعت آجاتی ہے۔ (۴) گردش خون پر خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ (۵) رفتار قلب اعتدال پر آجاتی ہے۔ (۶) دھیان اور غور وخوض کرنے پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ (۷) یادداشت میں بہتری اور عمدگی آجاتی ہے۔ (۸) پریشانی سے چھٹکارا ہوتا ہے۔ (۹) ڈپریشن سے مقابلہ کرنے کی طاقت میں اضافہ ہوتا ہے۔ (۱۰) بے خوابی سے نجات ملتی ہے۔ (۱۱) جسمانی اور ذہنی دباؤ سے نجات ملتی ہے۔ (۱۲) روح کو پاکیزگی اور تازگی ملتی ہے۔ (۱۳) ظاہری حالت میں نمایاں مثبت تبدیلی ہوتی ہے۔ (۱۴) نظام تنفس اور قلب پر مثبت اثرات پڑنے سے دل اور پھیپھڑوں کی بیماریوں میں مبتلا ہونے کے امکانات میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔ (۱۵) ہڈیوں کی بیماریوں میں مبتلا ہونے کے امکانات میں کمی ہوجاتی ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے فائدے ہیں جو بڑی کتابوں میں مذکور ہیں۔ امت مسلمہ کو چاہیئے کہ وہ اس مبارک مہینہ کی قدر کریں اور روزے اور نماز نیز تراویح سے اس کو مزّین کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

Volume:63/73,Issue:15 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqeeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

To

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

مرے قبضے میں نہ مٹی ہے نہ بادل نہ ہوا
پھر بھی چاہت ہے کہ ہر شاخ ثمر بار کروں
(نامعلوم)

ملک کے سیکولرازم سے اتنی نفرت کیوں؟

ڈاکٹر سید احمد قادری

ہندوستان صدیوں سے سیکولر ملک رہا ہے۔اس ملک میں جب بادشاہت کا دور تھا،یعنی مسلمانوں کی اولین حکومت محمد بن قاسم سے لے کر مغلوں کی آٹھ سو سال کی حکومت تک اور پھر کمپنی بہادر اور برٹش کی دوسو برس کی حکومت کے درمیان کبھی بھی ان حکمرانوں نے اپنے مذہب کو اپنی حکومت کی بنیاد نہیں بنائی۔اس لئے کہ صدیوں سے یہ تصور رہا ہے کہ جن ممالک میں بھی مخلوط آبادی ہو،مختلف مذاہب کے ماننے والے ہوں،وہاں اگر کامیاب حکومت کرنی ہے تو حکومت کو مذہب سے نہیں جوڑا جانا چاہئے۔ ہندوستان کے مسلم حکمرانوں کا تعلق اسلام مذہب سے ضرور رہا، لیکن ان مسلم حکمرانوں کی حکومت کی پالیسی ہمیشہ سیکولر رہی اور صدیوں تک برسر اقتدار رہنے والے مسلم حکمرانوں نے کبھی بھی اپنے مذہب اسلام کی تبلیغ کے لئے حکومت کے اثرات اور وسائل کا سہارا نہیں لیا۔مسلمانوں سے حکومت چھیننے اور قبضہ جمانے والے انگریزوں نے بھی اپنے عیسائی مذہب کو اس ملک پر مسلط کرنے کی دانستہ کوشش نہیں کی۔ ہاں چندر گپت موریہ نے ضرور اپنے دور حکومت میں اپنے جین مذہب کو حکومت کا مذہب قرار دیا تھا اور دوسرے راجہ اشوک کا نام آتا ہے کہ اس نے بودھ مذہب کو حکومت کا مذہب نہ صرف تسلیم کیا تھا، بلکہ اپنے بھائی مہندر کو پورے ملک میں حکومت کے خرچ پر بودھ مذہب کی تبلیغ کے لئے مامور کیا تھا۔ان دو مثالوں کے علاوہ تیسری کوئی مثال اس ملک میں ایسی نہیں ملتی ہے۔یہی وجہ رہی ہے کہ ہمارا ملک ہندوستان کا صدیوں سے سیکولر مزاج رہا ہے۔ ہمارے ملک کو جب انگریزوں کی غلامی سے آزادی ملی،تب بھی آئین سازوں نے اس ملک میں کسی بھی حکومت کا مذہب نہیں بنایا، بلکہ آئین میں لفظ سیکولر یا سیکولرازم کی شمولیت کو بھی ضروری نہیں سمجھا گیا اور آئین کے شق 15.1 میں بہت ہی واضح طور پر یہ لکھا گیا ہے کہ:

"The state shall not discriminate against any citizen on grounds only of religion, race, cast, sex, place of birth or any of them"

آئین کے اس اصول سے ملک کے اندر مذہب،ذات،صنف (سیکس)،جائے پیدائش کی بنیاد پر کسی بھی طرح کی تفریق نہیں کی جائے گی۔ برسہا برس تک آئین کے اس اصول پر عمل بھی کیا جاتا رہا اور ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا گیا کہ تمام مذاہب برابر ہیں، کسی مذہب کو بھی کسی دوسرے مذہب پر فوقیت حاصل نہیں اور ملک کے ہر شہری کو اپنی پسند کا مذہب اختیار کرنے،اسے ماننے کا حق حاصل ہے۔لیکن آزادی کے کچھ عرصے بعد یہ محسوس کیا جانے لگا کہ ملک کے اندر فرقہ پرست عناصر سر ابھار رہے ہیں اور ملک کے سیکولر کردار کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے،ایسے حالات میں یہ ضروری سمجھا گیا کہ ملک کے آئین میں لفظ سیکولر کی شمولیت ہو۔ چنانچہ 1976 میں اس وقت کی وزیر اعظم اندرا گاندھی کی سربراہی میں آئین کی تمہید میں 42 ویں ترمیم کے تحت لفظ 'سیکولر' کو اس طرح شامل کیا گیا۔

"42nd Amendment of the Secularism in india …..with the contitution of india enacted in 1976,the preamble to the constitution asserted that india is a secular nation. However s constitution nor its laws define the relationship ʼneither india between religion and state"

دراصل سیکولرازم اور سیکولر کو مذہبی رواداری کی حد تک محدود نہیں کیا جانا چاہئے۔ بلکہ سیکولرازم کو آپسی خیرسگالی، دوستی،محبت،اخوت اور قومی یکجہتی کے معنوں میں بھی استعمال کیا جانا چاہئے کہ موجودہ وقت میں،جس طرح سے سیکولر اور سیکولرازم سے نفرت بڑھ رہی ہے، غیر معلنہ پابندی عائد کی جارہی ہے بلکہ انتہا تو یہ دیکھنے کو مل رہی ہے کہ سیکولر اور سیکولرازم کی جگہ راشٹر واد کو فروغ دینے کی کوشش ہو رہی ہے۔اس کے پیچھے منشا یہ ہے کہ کسی خاص طبقہ اور مذہب کے لوگوں کو حب الوطنی کے نام پر زدوکوب کیا جائے۔انھیں خوف و دہشت میں مبتلا رکھا جائے۔ مسئلہ یہ بھی ہے کہ آج جو لوگ بھی خود کو ملک کا بہت بڑا خیر خواہ اور وطن پرست ثابت کر رہے ہیں،ان کا آزادیٔ ہند کی تاریخ میں کہیں پر بھی ذکر نہیں ہے،اس لئے ظاہر ہے ایسے لوگ، بقول شخصے نیا مسلمان پیاز زیادہ کھاتا ہے، کے مصداق سامنے آنے والے حب الوطنوں کا ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو آئین میں شامل الفاظ سیکولر اور سیکولرازم کے معنٰی اور مطلب کو سمجھنا بھی نہیں چاہتے ہیں۔انھیں معلوم ہونا چاہئے کہ سیکولر ہونے یا سیکولرازم کی تائید کرنے کا یہ قطعاً مطلب نہیں ہے کہ وہ لادینی یعنی کسی بھی مذہب کا ماننے والا نہیں۔ بلکہ سیکولر رہنے والا اور سیکولرازم پر یقین رکھنے والا اپنے پسندیدہ مذہب کا پابند اور عقیدت مند رہنے کے ساتھ ساتھ دوسرے تمام مذاہب کو حقارت اور نفرت سے نہ دیکھے، بلکہ عزت و احترام کرے۔ملک کی بیالیسویں ترمیم میں اس نکتہ پر زور دیا گیا ہے کہ انڈیا ایک سیکولر ملک ہے اور ملک کے آئین میں اور نہ ہی قانون میں مذہب اور حکومت کے رشتہ کی تشریح کرتا ہے۔یعنی اس ملک کے آئین کے مطابق یہ ملک ہندوستان ایک سیکولر ملک ہے اور اس ملک کی حکومت اور مذہب کے درمیان کسی بھی طرح کا کوئی تعلق ہوگا۔تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ مضبوط اور ترقی یافتہ ممالک کے آئین اور قوانین میں اس بات کا اعتراف بہت ہی واضح طور پر ہے کہ ملک اور حکومت مذہب سے کسی طرح کا تعلق نہیں ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام جمہوری ممالک میں ہر شہری کو اپنی پسند کا مذہب ماننے اور اپنے طور پر فروغ دینے کی آزادی ہے۔ملک کی حکومت کو مذہب سے جوڑنے کی کبھی کوشش نہیں کی گئی۔امریکہ جیسے اتنے بڑے جمہوری ملک کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ اس ملک میں مختلف مذاہب،ذات،سماج،رنگ و نسل،رواج و رسوم کے لوگ بستے ہیں،جنھیں ایک میلٹنگ پوڈ میں بدل دیا گیا ہے۔ بلاتفریق رنگ و نسل ہر شہری پہلے اپنے ملک کی ترقی،فلاح و بہبود کو فوقیت اور اولیت دیتا ہے۔اگر کوئی سیاست داں ان راہوں سے بھٹک کر الگ راہ چلنے کی کوشش کرتا ہے،تو اس کے خلاف زبردست احتجاج اور مظاہرے ہوتے ہیں۔ امریکہ کے تیسرے صدر تھامس جیفرسن (1801-109) نے امریکہ کو آزادی دلانے کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی خاص خیال رکھا تھا کہ ملک کی ترقی اس بات میں مضمر ہے کہ ملک کو حکومت اور مذہب سے الگ رکھا جائے۔ان دونوں کے درمیان کسی بھی طرح کا تعلق نہیں رہے گا۔یہی وجہ ہے کہ ہندوستان سمیت بیشتر ایسے ممالک کسی بھی مندر، مسجد، چرچ، گرودوارہ، بودھ مٹھ وغیرہ میں ان مذاہب کے عقیدت مندوں کی جانب سے دیئے گئے عطیات اور دیگر آمدنی کو ٹیکس کے زمرے میں نہیں رکھا جاتا ہے۔لیکن ان دنوں جس طرح ملک کے آئین کو بدلنے اور خاص طور پر سیکولر کردار کو ختم کرنے کی دانستہ کوششیں ہو رہی ہیں، وہ بہت افسوسناک ہے۔ملک کے اقتدار پر قابض رہنے اور اپنے خاص ایجنڈہ 'ہندوتوا' کے نفاذ کے لئے بہت ہی منظّم،اور منصوبہ بند طریقے سے فرقہ واریت، منافرت اور مذہبی جنون کو بڑھاوا دینے والوں کو، ذمّہ دار منصب اور عہدوں پر بیٹھے لوگوں کی حمایت حاصل ہو، یہ لوگ درحقیقت مذہبی جنون یا پھر یوں کہیں کہ ملک کے اقتدار پر قابض ہونے کے لئے اس قدر عجلت میں ہیں کہ انھیں ملک کے مستقبل کی بھی فکر نہیں رہی۔ کاش کہ یہ لوگ ماضی کی تاریخ کو سامنے رکھتے اور مطالعہ کرتے تو انھیں اندازہ ہوتا کہ حکومت کا مذہب سے بے جا تعلق پیدا کرکے، دوسرے مذاہب اور ان کے ماننے والوں کو آئے دن زدوکوب کرکے، منافرت بھرے نعرے لگا کر، ان مذاہب سے تعلق رکھنے والی خواتین کو طرح طرح دھمکیاں دے کرکے،نوجوانوں کو قتل کر ملک کی یکجہتی، بھائی چارگی اور محبت کو ختم کرکے، ملک کے لئے کوئی اہم کارنامہ انجام دے رہے ہیں،تو نہ صرف ان کی بلکہ پردے کے پیچھے بیٹھے ان کے آقاؤں کی بہت بڑی بھول ہے۔افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ اب آئے دن ملک کے سیکولر اور سیکولرازم کی بحث چھیڑی جارہی ہے، ایک طرف تو ہمارے ملک کے سابق نائب صدر جمہوریہ وینکیا نائیڈو ایک مذہبی تقریب میں یہ اعتراف کرتے نظر آتے ہیں کہ سیکولرازم تو اس ملک کے ڈی این اے میں شامل ہے۔ دوسری جانب ان کی حکومت کے ایک سابق وزیر اننت کمار ہیگڑے نے کہا تھا کہ سیکولرازم کی بات کرنے والے کی ولدیت مشکوک ہے۔اسی طرح ہمارے ملک کے مرکزی وزیر راج ناتھ سنگھ کو آئین کی تمہید میں 1976 میں 42 ویں ترمیم کے ذریعہ ''سیکولر'' اور ''سوشلسٹ'' جیسے الفاظ کا شامل کیا جانا بھی کافی بوجھ محسوس ہو رہا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ان الفاظ کا سیاست میں غلط استعمال ہو رہا ہے، کیونکہ اس سے سماجی ہم آہنگی برقرار رکھنے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ان کے اس بیان پر حزب مخالف نے سخت ردعمل کا اظہار کیا ہے۔ (بقیہ صفحہ:۱۳ر پر)

○ ☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے،فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں،اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں،موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں،مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں،رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔ **رابطہ اور واٹس اَپ نمبر 9576507798**

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168,Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233

نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ **www.imaratshariah.com** پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔(**محمد اسعداللہ قاسمی منیجر نقیب**)